بسم اللہ الرحمن الرحیم
نصیبتہ الابرار فی ظل قطب المدار
المعروف
جمال قطب المدار
مفتی ابوالحماد محمد اسرافیل حبیبی
ناشر کل ہند سنی جمعیۃ المدار شاخ بہیڑی شریف
ملنے کا پتہ : مدار بک ڈپو آستانہ زندہ شاہ مدار
مکنپور شریف ضلع کانپور نگر
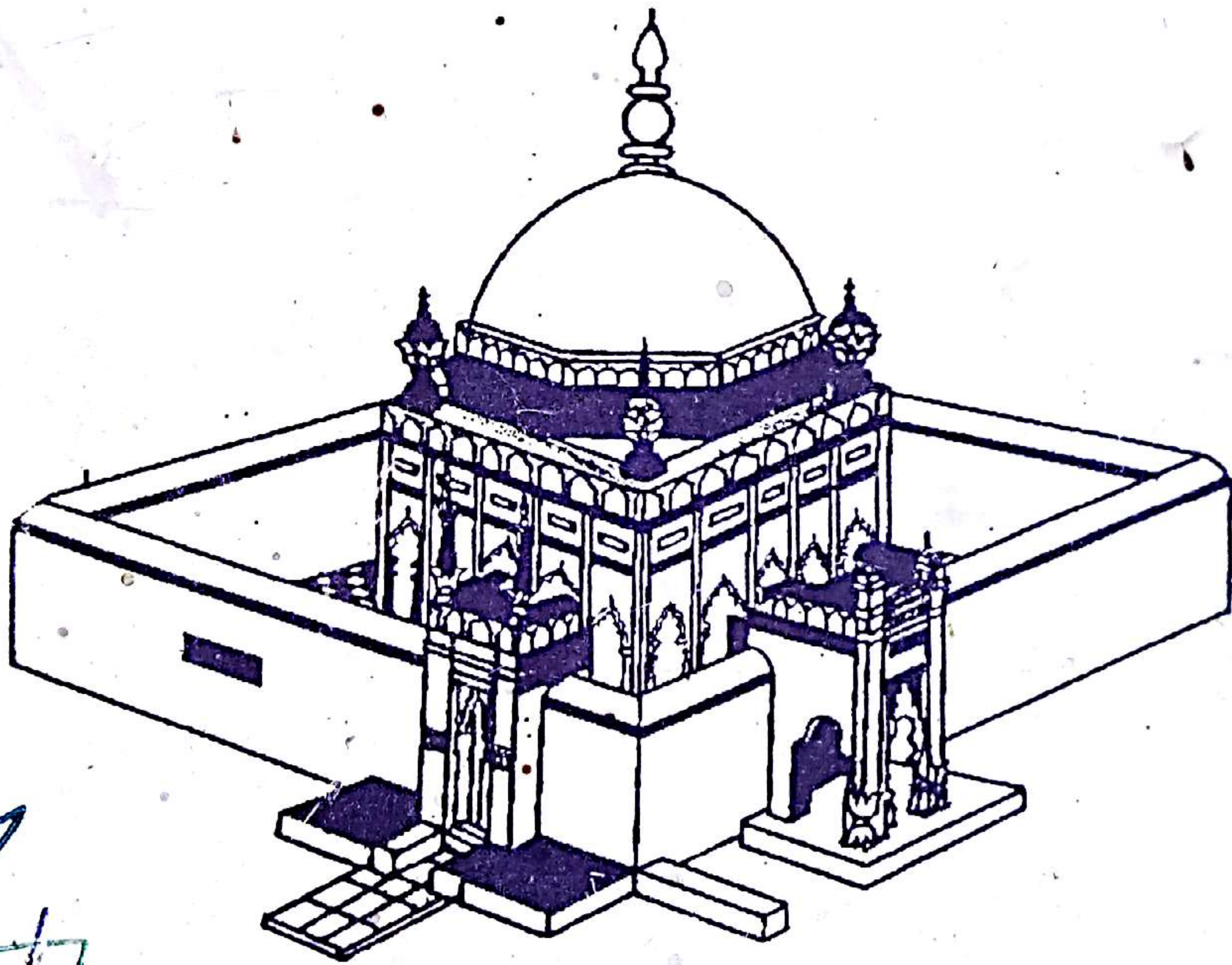
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد جئناکم بالحق ولکن اکثرکم بالحق کارھون

(بے شک ہم تمہارے پاس حق لائے مگر اکثر تم میں سے ایسے ہیں جو حق کو پسند نہیں کرتے۔)

جمال قطب المدار

مسمّٰی باسم تاریخی

نصیبۃ الابرار
فی ظل قطب المدار

١٩٩٩ء

ابوالحماد محمد اسرافیل عفی عنہ

کتاب ملنے کا پتہ

مدار بک ڈپو

مکن پور شریف، آستانہ زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ

9838360930 سید ظفر مجید مداری

نام کتاب : جمال قطب المدار

تاریخی نام : نصیبۃ الابرار فی ظل قطب المدار

۱۹۹۹ء

مؤلف : ابو الحماد محمد اسرافیل

کتابت : یاور وارثی، کانپور

طباعت :

تعداد اشاعت : ۵۰۰ (پانچ سو)

قیمت : روپے Rs 25

ناشر : انجمن کل ہند سنی جمعیۃ المدار بہیڑی شریف

ملنے کا پتہ

مدار بک ڈپو

آستانہ زندہ شاہ مدار

مکن پور شریف، کانپور۔ ۲۰۹۲۰۲

فہرست

صفحہ نمبر

تقریظ جلیل

ازسیدی مرشدی حضرت مولاناالحاج خواجہ ابوالانوار سید ذوالفقار علی جعفری مکن پوری مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیٍّ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ

حضرت مولانا مفتی ابوالحماد محمد اسرافیل پرنسپل الجامعۃ العربیہ مدار العلوم دارالنور مکن پور شریف کی کتاب مذکورہ کا مطالعہ کا شرف ہوا۔ مصنف موصوف نے نصیبۃ الابرار فی ظل قطب المدار کے کوزہ میں سمندر نچوڑ دیا ہے۔ بلکہ یہ حقیقت ناقابل فراموش ہے کہ مفتی موصوف نے ایک مفتی شہیر وفقیہ اعظم کی فتویٰ نویسی کی غیر ذمہ دارانہ روش اور تعصب وعناد کا پردہ فاش فرمایا ہی ہے ساتھ ہی ساتھ اہلسنت والجماعت کے لبادے میں ملبوس ہوکر اسلاف کے نام پر دھبہ لگانے والوں کے چہروں کو بھی بے نقاب فرمادیا ہے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی وبے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

فقیر کی رب کی بارگاہ میں یہی دعا ہے کہ "اللہ کرے زور قلم اور زیادہ" اوراس کتاب کے ذریعہ فیضان سیدنا مدار العلمین کی نسبتوں سے نواز دے۔ آمین

تقریظ

حضرت مولانا الشاہ محمد باقر علی خان جائسی مد ظلہٗ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمدللہ کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد میں نے مولانا ابو الحماد محمد اسرافیل حبیبی زید مجدہم کی مبارک تصنیف "جمال قطب المدار" مسمی باسم تاریخی "نصیبۃ الابرار فی ظل قطب المدار" ۱۹۹۹ء ابتداء سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھا مجھ سے قبل حضرت شیخ المشائخ ابو الانوار سید ذو الفقار علی جعفری الوقاری قمر مکن پوری مد ظلہٗ العالی نے بھی بالاستیعاب اس کتاب کو دیکھا تھا اور کہیں کہیں اصلاح و ترمیم بھی فرمائی تھی۔ ماشاء اللہ کتاب مذکور اپنے مقصد میں نہایت کامل و مدلل اور مفید ہے جہاں تک مجھ کو معلوم ہے اردو زبان میں اس مقصد کے لئے کوئی ایسا مجموعہ موجود نہیں ہے بلکہ عربی و فارسی میں بھی کوئی ایسا مجموعہ جس میں زیغ و عناد اور متعصبین سلاسل اولیاء اللہ اور ان کے مراتب کے شبہات و اعتراضات متعلقہ تواریخ و سیر اس طرح واضح طور پر دفع کیا گیا ہو اور سب ایسی ابحاث کو ایک جگہ جمع کر کے پوری روشنی ڈالی گئی ہو

مصنف ادام اللہ اقبالہٗ نے حسب ضرورت زمانہ نہایت عرق ریزی اور محنت شاقہ سے امور متعلقہ ضروریہ کو حسب طریقہ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعۃ جمع اور مرتب فرمایا ہے۔ اور اہل زیغ و عناد کے نزاعات و وساوس کو جڑ سے اکھاڑ دینے کی پوری کوشش کی ہے۔ جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء، آمین ثم آمین میں رب ذوالجلال والاکرام سے دعا کرتا ہوں کہ وہ کریم کارساز مصنف کی کوششوں کو اپنی قبولیت کاملہ سے نوازے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے نفع عظیم عطا فرمائے۔ اور یہ کتاب مقبول عام ہو۔ واللہ ولی التوفیق والسداد وبیدہ القبول فی المبدء والمعاد۔

احقر العباد الشاہ محمد باقر علی خان جائسی عفی عنہ

استفتاء

ا۔ زید سلسلہ مداریہ کا معتبر مولوی ہے اس نے اپنی تقریر میں کہا کہ خداوند قدوس کافر کے صلب سے پیغمبروں کو پیدا فرماتا ہے اور پیغمبر کے صلب سے کافر کو جیسے ابراہیم علیہ السلام بت پرست سے پیدا ہوئے اور کنعان نوح علیہ السلام سے۔

بکر جو سنی رضوی صحیح العقیدہ ہے کہتا ہے ایسا کہنا حرام و کفر ہے اور نبی کریم ﷺ کے نسب پر کیچڑ اچھالنا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ پاک پشتوں اور پاک رحموں سے منتقل ہوتے ہوئے مبعوث ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے اجداد میں ہیں لہذا ابراہیم علیہ السلام کو آزر بت پرست کا بیٹا ماننا لازم آئے گا اور یہ حرام و

نقل جواب مفتی شریف الحق امجدی مطابق اصل

مہر دار الافتا جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

فتویٰ نمبر ۲۴۷/۱

الجـــواب

۱۔ آذر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا باپ تھا یا چچا اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے اکثر علماء کا مختار یہی ہے کہ حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ آذر ہی تھا اور قرآن وحدیث کے ظاہر نصوص سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ البتہ علماء محققین و محتاطین کا مذہب مختار یہ ہے کہ آذر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا باپ نہیں تھا چچا تھا اور حضرت کے والد گرامی کا اسم مبارک تارخ تھا یہ مومن موحد تھے۔ یہی ہمارا بھی مذہب ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس موضوع پر ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام ''شمول الاسلام'' ہے اور علامہ خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی قدس سرہٗ کے اس موضوع پر سات رسالے ہیں اب جبکہ بہت سے علماء کرام کا یہ قول ہے کہ آذر بت پرست حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا باپ تھا تو اگر کسی نے ایسا کہہ دیا تو وہ کافر تو دور کی بات ہے فاسق بھی نہ ہوا۔ البتہ تقریروں میں عوام کے سامنے ایسی باتیں بیان کرنے سے احتراز کرنا چاہئے کہ اس سے عوام میں سوء اعتقادی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور جن سنی رضوی نے اس قائل کو کافر کہا ان پر بھی توبہ فرض ہے انہوں نے بہت بڑی جرأت کی بے علم کو فتویٰ دینا ہی جائز نہیں وہ بھی ایسا شخص، واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ سرکار غوث اعظم قدس سرہٗ کی کوئی بہن نہیں تھی البتہ ایک چھوٹے بھائی تھے احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بغداد جاتے وقت ان کی والدہ ماجدہ نے اسّی (۸۰) دینار نکالا تھا

اور فرمایا تھا کہ چالیس تمہارے ہیں اور چالیس تمہارے بھائی احمد کے، چالیس دینار سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائے اور بغل کے نیچے کپڑے میں سی دیئے۔ مداریوں نے یہ ثابت کرنے کیلئے کہ حضرت مدار رحمۃ اللہ علیہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے افضل تھے ایک داستان بنائی ہے اس میں یہ ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک بہن بی بی نصیبہ تھی جن کو اولاد نہیں ہوتی تھی انہوں نے سرکار غوث اعظم سے عرض کیا تو فرمایا اللہ کا ایک ولی آنے والا ہے اس کی دعا سے تمہیں بیٹا ملے گا اس کے بعد حضرت مدار سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے بی بی نصیبہ نے اولاد کیلئے حضرت مدار سے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس شرط پر تم کو بیٹا ملے گا کہ پہلا بیٹا مجھ کو دو گی چنانچہ حضرت مدار کی دعا سے بی بی نصیبہ کی اولاد ہوئی اور حسب وعدہ بی بی نصیبہ نے اپنا پہلا فرزند حضرت مدار کو عطا فرمایا۔ اس واقعہ کے غلط ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں حضرت مدار پیدا ہی نہیں ہوئے تھے سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا اور مدار صاحب اس کے سو سال سے بھی زائد بعد پیدا ہوئے۔ بہر حال دونوں نے غلط کہا مداری صاحب نے جو کہا کہ سرکار غوث اعظم کی دو بہنیں تھیں یہ بھی غلط ہے اور جن صاحب نے کہا کہ سرکار غوث اعظم کے کوئی بھائی نہیں تھے یہ بھی غلط ایک بھائی سید احمد تھے۔ بہن کوئی نہیں تھی اس ماہ کے ماہنامہ اشرفیہ میں اس موضوع پر مفصل مضمون آرہا ہے۔

کنز الانساب کون سی کتاب ہے میں نے آج نام سنا ہے تلاش کروں گا اگر کہیں مل گئی تو اسکا مطالعہ کر کے پھر اپنی رائے ظاہر کروں گا اتنی بات ذہن میں بٹھالیں کہ اعتبار مشہور و معروف مستند کتابوں کا ہوتا ہے غیر معروف غیر مستند کتابوں کا نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

استکتبہ .... محمد شریف الحق امجدی ۲۷ جمادی الاول ۱۴۱۹ھ

بہ قلم .... محمود اختر المصباحی

۷۸۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ خداوند قدوس کافر کے صلب سے پیغمبروں کو پیدا فرماتا ہے اور پیغمبر کے صلب سے کافر کو جیسے ابراہیم علیہ السلام آذر بت پرست سے پیدا ہوئے اور کنعان نوح علیہ السلام سے واضح ہو کہ یہ عبارت سبع سنابل میں ہے جو میر عبدالواحد بلگرامی کی تصنیف ہے۔

کیا غوث اعظم حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی بہن نہیں تھیں؟ سلسلۂ عالیہ مداریہ سے منسلک حضرات کہتے ہیں کہ ان کی بہنیں تھیں ان میں سے ایک بہن کا نام بی بی نصیبہ تھا۔

اس بارے میں مفتی شریف الحق امجدی صدر مفتی اشرفیہ مبارک پور کا ایک فتویٰ استفتا کے ساتھ منسلک ہے۔ آپ کے نزدیک جو حق ہو اسے رقم فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط والسلام

مستفتی: سید انتخاب عالم جعفری مکن پور شریف

الجواب:

الجواب : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی
من انقلہ الی ارحام الطاہرات من اصلاب الطاہرین وقال
قدنری تقلبک فی الساجدین وعلیٰ الہٖ الطیبین الطاہرین
وصحبہ المکرمین المعظمین واولیاء ہ الاولین والآخرین

امابعد

ا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عالم انسانیت میں اسلامی نقطۂ نظر سے انبیاء ورسل سب سے زیادہ محترم ومکرم ومشرف ومعظم شخصیت کے حامل ہوئے ہیں۔ روئے زمین پر وہی اللہ کے نائبین وخلیفہ اوراس کے صفات کے مظاہر ومصادر ہیں وہ اوصاف حمیدہ کے مالک اخلاق رذیلہ سے پک ومبرا ہیں ان کی ذوات مقدسہ ہر قسم کی رذالت، خست اور ہر نوع کے نقص وذلت سے پاک وصاف ہیں وہ قدسی صفات حسب ونسب میں نہایت ہی عالی وشریف ہوتے ہیں چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب وبرگذیدہ اور نائب وخلیفہ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ہر طرح سے بہرصورت انکی عصمت ونسب کا محافظ ہے۔ وہ ہر کافر کے کفر اور مشرک کے شرک سے مبرا ہیں وہ پاک پشتوں اور پاک رحموں سے پیدا ہوئے، شرک وکفر کی نجاست انہیں ہرگز آلودہ نہیں کرسکتی۔ جب عام نبیوں اور رسولوں کا یہ حال ہے تو سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال توان سب سے بہتر ہونا ہی چاہئے۔ آپ جن پشتوں اور رحموں سے منتقل ہوکر عالم ظاہر میں ظہور پذیر ہوئے بھلا وہ شرک وکفر کی نجاستوں سے کیسے آلودہ ہوسکتی ہیں آذر کے کفر پر بحث وتمحیص ایک الگ بات ہے علماء ومحققین نے اپنے اپنے مبلغ علم اور ذوق فکر کے مطابق کلام کیا ہے لیکن آذر کو جد رسول عربی حضرت ابراہیم خلیل علیٰ نبینا وعلیہ التحیۃ والتسلیم کے والد ماجد ٹھہرا کر کافر قرار دینا اور یہ کہنا کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام آزر بت پرست سے پیدا ہوئے،، روح ایمان کو مجروح کرنے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مومنین کی غیرت وحمیت کو

للکارنے کی جسارت ہے اور رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اذیت پہونچانے کے مترادف ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آباء واجداد میں سے کسی کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اذیت پہنچنے کا پورا پورا اندیشہ ہے چنانچہ امام ابن شہاب ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ کیا خوب فرمایا ان علماء نے جنہیں اس مسئلے میں توقف تھا کہ دیکھ!

مَااَحۡسَنَ قول المتوقفین فی هذه المسئلة اَلۡحَذَرَ اَلۡحَذَر من ذِکۡرِهمَابِنَقُصٍ فان ذالک قدیوذیه صلی الله علیه وسلم بخبرالطبرانی لاتو ذوا الاحیاء بسب الاموات

(شرح ابن حجر مکی)

"بچ! والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے کہ اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایذا ہونے کا اندیشہ ہے جیسا کہ طبرانی کی حدیث میں ہے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو ایذا نہ دو۔"

اور ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو زندہ جاوید ہیں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

والذین یوذون رسول الله لهم عذاب الیم

"جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سارے آباء و امہات حضرت آدم و حوا علیٰ نبینا و علیہما السلام تک سب کے سب مومن یا کم از کم موحد ضرور ہیں ان میں سے کوئی کافر نہیں ہوا۔

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ

ان اٰبـاء النبی صلی الله علیه وسلم غیرالانبیاء و

بلا شبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاک سلسلہ نسب میں جتنے انبیاء کرام ہیں

امـهاته الیٰ آدم وحوالیس فیهم کافرلأن الکافرلایقال فی حـقه انه مـختار ولا کـریم ولاطـاهر بل نجس وقد صـرحت الاحـادیث بانهم مـختارون وان الاٰباء کـرام والامـهات طـاهرات وایضاقـال و تقـلبک فی السـاجدین علیٰ احد الـتفاسیر فیه ان المرادتنقل نوره من ساجدین الی ساجد و حینئذ فهٰذا صریح فی ان ابـوی النبی صـلی الله تعالیٰ علـیه وسلم اٰمـنه و عـبدالله من اهل الجنة لأنهمااقرب المختارین له صلی الله علیه وسلم وهذاهوالحق۔

(افضل القریٰ لقراءام القریٰ۔ ابن حجر مکی)

وہ تونبی معصوم ہی ہیں ان کے علاوہ آپ کے جس قدر آباء واجداد اور امہات وجدات حضرت آدم وحوا علیٰ نبینا وعلیہما السلام تک ہیں ان میں کوئی کافر نہ تھا اسلئے کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جاسکتا ہے بلکہ کافر نجس ہے اور سرکار کے آباء وامہات کے متعلق حدیثوں میں صراحت ہے کہ وہ سب کے سب بارگاہ الٰہی کے پسندیدہ ہیں آباء سبھی کرام اور مائیں سبھی پاکیزہ ہیں اور آیت کریمہ وتقلبک فی الساجدین کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف صاف ثابت ہوا کہ حضور کے والدین کریمین حضرت آمنہ وحضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی ہیں اس لئے کہ وہ تو ان بندوں میں ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چنا تھا اور یہی قول حق ہے۔

ـــــ فاضل بریلوی فرماتے ہیں ”اھل تواریخ واھل کتابین“ کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا سیدنا خلیل علیہ السلام الجلیل کا چچا تھا۔ (والدین مصطفیٰ صفحہ ۲۱)

مذکورہ دلائل کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ سیدنا ابراہیم خلیل علیٰ نبینا وعلیه التسلیم آزر بت پرست کے بیٹے نہیں تھے یہ حق ہے۔

سبع سنابل سے متعلق یہ بات مشہور کی گئی ہے کہ یہ کتاب مقبول بارگاہ

رسالت ہے اگر اس افسانہ کو حقیقت تسلیم کر لیا جائے تو لازم آئے گا کہ رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک یہ بات بھی مقبول ہے کہ کہ آزر بت پرست سے ہی حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ مصنف سنابل کا دعویٰ ہے۔ حالانکہ ایسا کہنا تو دور کی بات ہے ایک مومن کیلئے ایسا سوچنا بھی جرم محبت ہے۔ یہ تو رسول گرامی قدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ بنا کر سیدنا ابراہیم خلیل علی نبینا و علیہ السلام کے پاکیزہ نسب پر طعن و تشنیع کرنا ہے والعیاذ باللہ اس سبع سنابل میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ حضرت خضر پیغمبر علیہ السلام قوالی سننے والوں کی جوتیوں کی رکھوالی کرتے ہیں معاذ اللہ ایک برگذیدہ پیغمبر علیہ السلام کی شان عز و عظمت میں یہ کیسی صریح گستاخی ہے۔ کیا ایسی گستاخی پر مشتمل کتاب مقبول بارگاہ رسالت ہوتی ہے؟ ایں چہ بوالعجبی ست؟

کتاب سبع سنابل رطب و یابس سے بھری پڑی ہے جس کی وجہ سے یہ قابل استناد نہیں ہے اس کتاب پر ہرگز ہرگز لوگوں کو اعتماد نہ کرنا چاہئے سنابل کی رد میں سیف مدار اور سبع طرائق دو مستقل کتابیں ہیں انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ سنابل کی رد میں عنقریب منظر عام پر آنے والا ہے جس میں سنابل کے عیوب و نقائص اجاگر کئے گئے ہیں یہ اسکی تفصیل کا محل نہیں ہے۔ الغرض آمدم بر سر مطلب حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا علیہ التحیۃ والتسلیم کے متعلق یہ کہنا کہ آپ آزر بت پرست سے پیدا ہوئے آپ کے پاکیزہ سلسلۂ نسب پر طعن کرنا ہے۔ دور حاضر کے ایک دریدہ دہن گستاخ رسول سلمان رشدی نے بھی آپ کے پاک سلسلۂ نسب پر اسی طرح حملہ کیا ہے جس کی تردید ماہنامہ استقامت کے اڈیٹر مولانا ظہیر الدین قادری نے اس طرح کی ہے "اس (سلمان رشدی) ظالم ملعون نے اپنی ناپاک کتاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاکیزہ سلسلۂ نسب پر بھی حملہ کیا ہے اس لئے سب سے پہلے ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نسب تحریر کرتے ہیں جو بہت ہی مشہور و معروف ہے اور اس سے تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی بخوبی واقف ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلۂ نسب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نسب اس طرح ہے: ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروخ بن ارغو بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت نوح علیہ السلام تک مکمل سلسلۂ نسب ہے۔ چند دلائل اور پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اس طرح یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا جو موحد اور مسلمان تھے اور جو نمرود کے دربان تھے۔ جنہیں بت گری و بت فروشی کا موقع ہی دستیاب نہ تھا اور آزر آپ کا چچا تھا۔"

(ماہنامہ استقامت تحفظ عقائد نمبر صفحہ ۹۵۔۹۶)

مولانا اختر رضا خاں ازہری قادری بریلوی اپنے ایک فتویٰ میں سیدنا ابراہیم خلیل علیٰ نبینا وعلیہ التحیۃ والتسلیم کے باپ کو آزر بتانے والوں کو دریدہ دہن اور گستاخ قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام سب کے سب موحد تھے ان میں کوئی کافر نہ تھا۔ دیگر انبیاء کرام کے والدین کریمین بھی ماشاء اللہ مومن تھے اور نجاست کفر سے پاک تھے کچھ دریدہ دہن گستاخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو آزر بتا کر کفر کی بنیاد بناتے ہیں حالانکہ یہ بات تمام کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔

(تحفظ عقائد نمبر صفحہ ۳۷۰)

مسالک الحنفا، مفردات امام راغب، تفسیر ابن کثیر اور اتقان وغیرہ کتابوں کے حوالے نقل کرنے کے بعد مفتی اختر رضا خان استفتاء میں مذکور زید کے متعلق اپنا حتمی فیصلہ اس طرح صادر فرماتے ہیں:

"زید کے حوالوں کا جواب ہمارے اس فتویٰ سے ظاہر ہو گیا اور زید اگر دانستہ

معاند نہیں نہ مرض قلب کا شکار تو اسے گمراہ کہنا صحیح نہیں البتہ اتباع جمہور محققین کا ضرور تارک ہے اور خاطی ہے اور اس قول سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کی طرف کفر کی نسبت لازم آتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آباء کرام میں ہیں تو یہ بات حضور علیہ السلام کیلئے باعث اذیت ہے اور ان کی اذیت عذاب الیم کا موجب ہے قال اللہ تعالیٰ وان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ (الاٰیۃ)
اسی لئے علماء نے انبیاء کرام میں سے کسی ایک کی نسبت یہ کہنے کی ممانعت فرمائی ہے کہ وہ جہنم میں ہیں"

(تحفظ عقائد نمبر)

مسالک الحنفاء کی ایک عبارت نقل کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں:
"لہٰذا اس بات سے احتراز ضروری ہے جو حضور علیہ السلام کیلئے اذیت کا سبب ہو"
وھذا ھو مذھبي فی ھذہ المسئلۃ واللہ اعلم بالصواب

۲۔ سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی سیرت نگاروں نے اپنی کتابوں میں آپ کی کئی بہنوں کا ذکر کیا ہے۔

ا۔ مشہور عالم محدث صاحب مرقات ونزھۃ الخاطر مولانا ملا علی قاری رحمہ الباری ارشاد فرماتے ہیں:

"آپ کی (غوث پاک کی) ایک ہمشیرہ بھی تھیں جن کا نام عائشہ تھا جو صاحب کرامات ظاھرہ اور آیات باھرہ تھیں۔" (محبوب الاتقیا فی ذکر سلطان الاولیاء صفحہ ۵)

نوٹ:- یہ کتاب بزبان اردو اسلامی اسٹیم پریس لاہور سے شائع ہے یہ نزھۃ الخاطر الفاطر فی ترجمۃ السید الشریف عبدالقادر کا اردو ترجمہ ہے جو حضرت ملا علی قاری محدث کی طرف منسوب ہو کر شہرت پذیر ہے۔

۲۔ الدر المنظم میں ہے کہ غوث اعظم محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی کی دو بہنیں تھیں ایک کا نام بی بی نصیبہ دوسری کا نام زینب تھا ایک روایت میں ہے کہ

ایک کا نام جلیہ اور دوسری کا رقیہ تھا۔
(الدر السنظم فی مناقب غوث اعظم انور علی شاہ قادری قلندری صفحہ نمبر ۱۳۱۴ نام پاک خواہران غوث پاک بود بی بی جلیہ و بی بی رقیہ۔ کنز الانساب صفحہ ۲۴)

۳۔ تفریح العاشقین میں ہے "اور حضرت کی ایک بہن تھیں مسماۃ نصیبہ ان کو بھی خدا نے مظہر کرامات فرمایا تھا (تذکیر العارفین فی احوال سید الکاملین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ صفحہ ۷ علامہ ابو الحسن حسن بن حسین علوی قادری کاکوروی)

نوٹ:- یہ کتاب رام پور کی رضا لائبریری سے دستیاب ہوئی۔

۴۔ مولانا ھدایت رسول قادری برکاتی نوری جو مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی کے مرید و خلیفہ ہیں آپ کے صاحبزادے مولانا سید محمد عمر قادری برکاتی رضوی اپنی کتاب زینت المیلاد میں لکھتے ہیں۔

میر صالح فاطمہ ثانی اسامی والدین — بو سعید پیر ایشاں مرد حق مردانۂ
زینب و بی بی نصیبہ خواہران حضرت اند — بعد ازاں فرزند ایشاں جملگی جانانۂ

یعنی آپ کے والد محترم کا نام میر صالح ہے اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ ثانی ہے اور شیخ محترم ابو سعید ہیں۔ زینب اور بی بی نصیبہ آپ کی بہنیں ہیں۔

(زنیت المیلاد صفحہ ۱۵۲)

۵۔ نسب نامے کی مشہور و معروف کتاب مرأۃ الانساب میں ہے کہ (سرکار سرکاراں قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) حج کا ارادہ فرمایا اثناء راہ میں بغداد شریف پہونچے حضرت غوث پاک کی ہمشیرہ کے اولاد نہیں ہوتی تھی انہوں نے آپ سے دعا کی استدعا کی حضرت مدار کی دعا کی برکت سے ان کی اولاد ہوئی۔
(مرأۃ الانساب صفحہ ۵۸ اضیاء الدین احمد علوی مجددی امروہی مطبوعہ ترپولیہ بازار جے پور)

۶۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ہمشیر کے متعلق صاحب خمخانۂ تصوف رقمطراز ہیں کہ "بی بی نصیبہ آپ سے دعا کی طالب ہوئیں آپ کی دعا سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔" (خمخانۂ تصوف صفحہ ۲۶۸ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب)

۷۔ شہر بمبئی کے ایک عالم مولانا فصیح اکمل قادری اپنی کتاب سیرت قطب العالم میں لکھتے ہیں

"دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت بی بی نصیبہ نے جو حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اولاد کیلئے استدعا کی تھی چنانچہ حضرت موصوف نے حضرت شاہ مدار صاحب کی طرف ان کو رجوع کیا آپ کی دعا کی برکت سے باری تبارک و تعالیٰ نے ان کو دو بیٹے خجستہ کردار اور سعادت آثار عنایت فرمائے بڑے صاحبزادے جن کا نام سید محمد اور چھوٹے صاحبزادے کا نام سید احمد تھا۔

(سیرت قطب العالم فصیح اکمل قادری ازہری پبلیکیشنز بانکلہ)

۸۔ دور حاضر کے مشہور محقق جواں سال عالم جناب ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی ہمدرد یونیورسٹی دہلی جو دار العلوم اشرفیہ مبارک پور سے فارغ ہیں اپنے ایک مقالے میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بھانجے کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح رقمطراز ہیں۔

(ملا) شیخ محمد بن احمد قطب الدین مدنی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ والرضوان کے بھانجے ہیں اپنے ماموں کی وصال کے بیس سال بعد ۵۸۱ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اپنے ماموں زاد بھائی سیدنا عبد الرزاق قادری علیہ الرحمہ (۶۰۳ھ) اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ (۶۱۷ھ) علیہ الرحمہ سے استفادہ کیا اور کسب علوم وفنون کر کے یگانۂ روزگار ہوئے۔

(ماہنامہ سنی دنیا جولائی ۱۹۹۶ء مالک ونگراں جانشین مفتی اعظم فقیہ اسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری صفحہ ۵۱)

ثمرات القدس کے مصنف نے حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی بہن بی بی نصیبہ کا واقعہ بڑے لطیف انداز میں بیان فرمایا ہے۔

ثمرات القدس کہ تصنیف ملا کامل است	یعنی ثمرات القدس جو ملا کامل کی تصنیف ہے
و مؤلف ایں رسالہ از خلاصۃ المداریہ بہ	اس رسالہ کے مؤلف خلاصۃ المداریہ سے نقل
نقل آورد کہ حضرت سید بدیع الدین قطب	کرتے ہیں کہ حضرت سید بدیع الدین قطب

المدار ۵۰۰ھ پانصد من ہجرۃ النبوۃ صلی
اللہ علیہ وسلم ازسیاحت عرب در بغداد رسیدند و
با حضرت غوث الثقلین سید ابو محمد محی الدین
عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ملاقی شدند۔
دراں حین عجب کیفیتے بمیاں آمد الحق سرہٗ
الغرض بمشاہدہ کمال حضرت غوث مدارج
خود مندرج مداریت کردہ فرزندان خواہرزاد
خود اسمھا جمال الدین واحمد الدین دلبند
بی بی نصیبہ زوجہ سید محمود رضی اللہ عنہ را
گرفتہ بخدمت مخزن اسرار حضرت قطب
المدار آوردہ وگفت ھٰذان ابنا اختی الصغیرۃ
بشرف ذات بابرکات آں برادر فائز المرام
خواہند شد۔ بقول دیگر حضرت درخواست دعا
جہت فرزند خواہر خود بی بی نصیبہ از حضرت
قطب المدار نمود و بفرمود اے برادر از
جناب رب العزت دست دعاء جہت مرام
خواہرم برادر۔ بقول دیگر در ثمرات القدس
وارد است فقط بقول سیوم در کتابے دیدہ
کہ حضرت قطب المدار بعد استقبال حضرت غوث
ازسفر حج الوداع باز در بغداد گذر افتادہ بی بی

المدار پانچویں صدی ہجری میں عرب کی سیاحت
فرماتے ہوئے بغداد تشریف لائے اور غوث
الثقلین ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقی ہوئے اس وقت
دونوں کے درمیان عجیب کیفیت رونما ہوئی
السرہ سرہ الغرض حضور غوث پاک نے قطب
المدار کے کمالات کا مشاہدہ فرمایا اور اپنے
مدارج کو مندرج مداریت فرما کر اپنے دونوں
بھانجوں یعنی سید محمود رضی اللہ عنہ کی زوجہ بی
بی نصیبہ کے دونوں صاحبزادوں کو لے
کر مخزن اسرار حضرت قطب المدار کی
خدمت میں تشریف لائے اور فرمایا یہ دونوں
میری چھوٹی بہن بی بی نصیبہ کے دلبند ہیں
آں برادر کی ذات بابرکات سے فائز المرام ہونا
چاہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق حضور
غوث پاک نے بہن بی بی نصیبہ کے فرزندوں
کیلئے خود ہی قطب المدار سے دعا کی درخواست
کی اور فرمایا اے برادر رب العزت کی بارگاہ میں
میرے بھانجے کیلئے دست دعا بلند فرمائیے
ثمرات القدس میں ایک اور روایت وارد ہے
اور ایک تیسری کتاب میں اسطرح دیکھی گئی
ہے کہ حضرت قطب المدار حضرت غوث پاک
کی ملاقات کے بعد حج کو چلے گئے اور سفر حج
سے واپسی میں دوبارہ بغداد تشریف لائے بی بی
نصیبہ نے غوث پاک کی وصیت کے مطابق

نصیبہ برحسب وصیت غوثیت ہر دو دلبندان خود راکہ از دعا حضرت قطب المدار متولد شدہ بود . ندگرفتہ در پیش آورد آنحضرت و مرابدل وجان گزیدہ جانب استنبول روانہ گردید و دراں جا عزیزاں را بعبداللہ رومی جہت تعلم علوم صوری سپردہ و خود را در شعب کوہے باشغال حبس دم بذکر واحد حقیقی مصروف ساخت و ازانجا بعد بانقضائے چند سال رونق افروز خراسان گردید۔

فقط منتخب العجائب فی اظہار اسرار الغرائب صفحہ ۲۳ ہ ۲ از رشحات قلم سید عبداللہ)

اپنے دونوں فرزندوں کو جو حضرت قطب المدار کی دعا ہی سے پیدا ہوئے تھے بارگاہ مداریت میں پیش کیا حضرت قطب المدار نے ان دونوں کو دل و جان سے قبول فرمایا اور انھیں لیکر استنبول کی طرف روانہ ہوگئے اس جگہ دونوں عزیزوں کو علم صوری کی تعلیم کے واسطے عبداللہ رُومی کے حوالے فرمایا اور خود ایک پہاڑ کی گھاٹی میں حبس دم کے اشغال میں واحد حقیقی کے ذکر میں مشغول ہوگئے اس جگہ چند سال گذارنے کے بعد آپ خراسان رونق افروز ہوگئے۔ فقط انتہی کلامہ۔

نوٹ اس کتاب کا ایک بہت پرانا قلمی نسخہ سید ظہیر المنعم عرف بنّن میاں صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۱۰۔ حضرت محدث عبدالحق دہلوی قدس سرہ القوی نے بھی آپ کی ایک بہن کا واقعہ بیان فرمایا ہے جو اصفہان میں رہتی تھیں اس اصفہانی خاتون کا واقعہ نفحات الانس میں علامہ جامی نے بھی بیان کیا ہے حضرت محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیخ ابو قاسم محمد بن احمد جھني نے بیان کیا میں ایک دن حضرت غوث اعظم کے منبر کے پاس بیٹھا تھا دو نقیب بھی آپ کے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے تھے دوسرے لوگ منبر کے گرد جمع تھے اپنے جمال وہیبت کی وجہ سے شیر دکھائی دیتے تھے دوران گفتگو حضرت غوث اعظم کی پگڑی کا ایک گوشہ کھل گیا جس کا غالباً آپ کو علم نہیں تھا تمام حاضرین نے اپنی پگڑیاں اتار کر ادباً منبر کے نیچے رکھ دیں جب آپ کلام سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے عمامے کو درست کیا اور مجھے حکم دیا ابو قاسم! ان لوگوں کو ان

کی پگڑیاں اور عمامے سر پر رکھنے کو کہہ دو۔ یہ ساری پگڑیاں لوگوں نے لے لیں مگر ایک دوپٹہ رہ گیا جسے میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کس کا ہے۔ حضرت غوث پاک نے فرمایا یہ دوپٹہ مجھے دیدو آپ نے اپنے کندھے پر رکھا اور مجلس سے باہر آگئے اور فرمانے لگے ابو قاسم! اصفہان میں میری ایک بہن ہے جب تم نے سب کے عمامے منبر کے نیچے رکھوائے تو اس نے بھی ازراہ ادب اپنا دوپٹہ یہاں پھینکا جسے میں نے پکڑ کر رکھ لیا جب تم نے عمامے واپس کر دیئے تو اس بی بی نے اصفہان سے ہاتھ بڑھا کر میرے کندھے سے دوپٹہ اٹھالیا۔ (غوث الوریٰ صفحہ ۷۱ زبدۃ الآثار، شیخ محدث عبد الحق دہلوی ترتیب و ترجمہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مطبع جام نور دہلی)

هذه عشرة مبشرة فيها تذكرة لمن يخشىٰ فذكر ان نفعت الذكرىٰ

۱۱۔ حضرت سید احمد بادپا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سیدنا سید جمال الدین جانمن جنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سگے بھائی اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن بی بی نصیبہ کے دوسرے صاحبزادے ہیں آپ کا مزار پرانوار پرگنہ نتھوپور نواح گھوسی ضلع مئو میں کلوابن میں ہے، فرید خاں عرف شیر شاہ سوری بادشاہ ہند نے ایک ایکڑ وسیع زمین پر آپ کے روضہ شریف کی تعمیر کی ہے۔ شیر شاہ سوری کی بیٹی ماہ بانو نے پوری عمر سید احمد بادپا کے قدموں تلے گذار دی اس کا مقبرہ بھی اسی جگہ ہے (ایشیاٹک رائل سوسائٹی بنگال کی رپورٹ صفحہ ۴۵۲، اعظم گڑھ گزیٹر ۱۹۱۱ء صفحہ ۶۵ بحوالہ تذکرہ سید احمد بادپا)

سید احمد بادپا المعروف بہ میراں شاہ قدس سرہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے اجل و معتمد اور اخص الخواص خلیفہ ہیں۔

(مراۃ المداری قلمی صفحہ ۸۲۔ ۲۹ شیخ عبدالرحمٰن چشتی صاحب مراۃ الاسرار)

صاحب بحر زخار شیخ وجیہ الدین اشرف نے آپ کا تذکرہ ان القاب و آداب سے کیا ہے.... "آں نزھت آرائے چمن توحید، آں طراوت پیرائے گلشن تجرید، آں تاج بخش سلاطین و فقراء، آں مشغول ہوائے دوست سید احمد بادپا مرید و خلیفہ

سید شاہ بدیع الدین قطب المدار است"

(بحر ذخار قلمی بحوالہ سید احمد بادپا صفحہ ۱۱)

اس تاج بخش سلاطین و فقراء کے بارے میں آپ کے سوانح نگار سید شفیق احمد صاحب بحر ذخار اور مراۃ مداری کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ "حضرت قطب المدار حج و زیارت کے بعد کاظمین و نجف ہوتے ہوئے بغداد پہنچے وہاں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن سیدہ نصیبہ رحمۃ اللہ علیہا کو اولاد عطا کی جن کا نام سید احمد رکھا گیا حضرت شاہ بدیع الدین علیہ الرحمہ وہاں سے تیسری بار ہندوستان تشریف لائے۔"

(تذکرہ سید احمد بادپا صفحہ ۵)

بحر ذخار کے حوالے سے ایک جگہ اور لکھتے ہیں کہ "جب ایک سفر میں شاہ مدار بغداد پہنچے اور حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنے بھانجے سید احمد بادپا رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ مدار کے حوالے کر کے ان کی تعلیم و تربیت کے متعلق تاکید کی۔" یعنی

"سید احمد را غوث الاعظم دست گرفتہ شاہ مدار سپرد کردہ کہ کشائش ایں مرد بہ تلقین تو مقرر شد از تربیت او غافل نشوی۔"

"حضرت غوث اعظم نے سید احمد کا ہاتھ پکڑ کر شاہ مدار کے حوالے کیا اور کہا کہ اس مرد کی تعلیم و تربیت آپ کے ذریعہ ہونا مقرر ہے آپ اس کی تعلیم و تربیت سے غافل نہ ہوں۔"

حضرت غوث اعظم نے سید احمد کے ہاتھ پکڑ کر شاہ مدار کے حوالے کیا اور کہا کہ اس مرد کی تعلیم و تربیت آپ کے ذریعہ ہونا مقرر ہے آپ اس کی تعلیم و تربیت سے غافل نہ ہوں۔

چنانچہ میر احمد بادپا علیہ الرحمہ اسی وقت شاہ مدار کے ساتھ بغداد سے نکلے شاہ مدار نے براہ راست سمرقند ہندوستان کا سفر کیا اور کھانا پینا بالکل بند کر دیا دو ہفتہ تک کھانے پینے کی کوئی چیز میسر نہ ہوئی جسکی وجہ سے سید احمد بادپا بھوک سے بیتاب

ہو گئے شاہ مدار کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے میر سید احمد بادپا سے کہا کہ تم جانب جنوب چند قدم جاؤ وہاں ایک خوشنما پانی کا چشمہ ملے گا اس کے کنارے ہرا بھرا درخت ہوگا جس کے سایہ میں ایک مرد حقیر اپنے دوستوں کا کھانا رکھ کر ان کا انتظار کرتا ہوگا وہ کھانا تمہارے نصیب کا ہے جب وہ مرد تمہیں کھانا پیش کرے تو بسم اللہ پڑھ کر کھالینا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کر کے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لینا اور اس مرد سے کہنا کہ تم نے مجھے سات مردوں کا کھانا کھلایا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تم کو سات اقلیم یا سات پشت کی بادشاہت دے گا چنانچہ میر سید احمد بادپا اس جگہ گئے اس مرد حقیر نے دیکھا کہ یہ مرد صالح سخت بھوکا ہے یہ سوچ کر پورا کھانا میر سید احمد بادپا علیہ الرحمہ کے سامنے رکھ دیا انہوں نے اپنے پیرو مرشد کے حکم کے مطابق کھا کر اس مرد حقیر کے حق میں انہیں لفظوں میں دعا کی (بحر ذخار قلمی صفحہ ۳۰۲) وہ مرد حقیر تیمور لنگ تھا۔

(تذکرہ سید احمد بادپا صفحہ ۷، ۸)

تو یہ گیارہویں دلیل ہوئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت غوث اعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن بی بی نصیبہ تھیں نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ سید محمد جمال الدین جان من جنتی اور سید احمد بادپا حضرت غوث اعظم کے بھانجے اور ان کی بہن بی بی نصیبہ کے صاجزادے تھے حضرت قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں سے پیدا ہوئے ان کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوکر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور خلافت واجازت کی عظیم نعمت سے سرفراز کئے گئے۔ گیارہویں شریف کی نسبت سے گیارہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے سمجھ والوں کے لئے اتنا ہی بس ہے۔☆ ورنہ اس وقت میرے پاس کم از کم سترہ کتابیں موجود ہیں جن میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہنوں کا ذکر ہے۔ ان دلائل قاہرہ وبراہین ساطعہ کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ مفتی شریف الحق امجدی صدر مفتی اشرفیہ

☆اس کا بقیہ صفحہ نمبر ۹۶ پر

ہو گئے شاہ مدار کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے میر سید احمد باد پا سے کہا کہ تم جانب جنوب چند قدم جاؤ وہاں ایک خوشنما پانی کا چشمہ ملے گا اس کے کنارے ہرا بھرا درخت ہو گا جس کے سایہ میں ایک مرد حقیر اپنے دوستوں کا کھانا رکھ کر ان کا انتظار کر تا ہو گا وہ کھانا تمہارے نصیب کا ہے جب وہ مرد تمہیں کھانا پیش کرے تو بسم اللہ پڑھ کر کھانا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کر کے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لینا اور اس مرد سے کہنا کہ تم نے مجھے سات مردوں کا کھانا کھلایا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تم کو سات اقلیم یا سات پشت کی بادشاہت دے گا چنانچہ میر سید احمد باد پا اس جگہ گئے اس مرد حقیر نے دیکھا کہ یہ مرد صالح سخت بھوکا ہے یہ سوچ کر پورا کھانا میر سید احمد باد پا علیہ الرحمہ کے سامنے رکھ دیا انہوں نے اپنے پیرو مرشد کے حکم کے مطابق کھا کر اس مرد حقیر کے حق میں انہیں لفظوں میں دعا کی (بحر ذخار قلمی صفحہ ۲۰۳) وہ مرد حقیر تیمور لنگ تھا۔

(تذکرہ سید احمد باد پا صفحہ ۷، ۸)

تو یہ گیارہویں دلیل ہوئی جس سے ثابت ہو تا ہے کہ حضرت غوث اعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن بی بی نصیبہ تھیں نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ سید محمد جمال الدین جان من جنتی اور سید احمد باد پا حضرت غوث اعظم کے بھانجے اور ان کی بہن بی بی نصیبہ کے صاحبزادے تھے حضرت قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں سے پیدا ہوئے ان کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے اور خلافت واجازت کی عظیم نعمت سے سرفراز کئے گئے۔ گیارہویں شریف کی نسبت سے گیارہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے سمجھ والوں کے لئے اتنا ہی بس ہے☆ ورنہ اس وقت میرے پاس کم از کم سترہ کتابیں موجود ہیں جن میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہنوں کا ذکر ہے۔ ان دلائل قاہرہ وبراہین ساطعہ کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ مفتی شریف الحق امجدی صدر مفتی اشرفیہ

☆اس کا بقیہ صفحہ نمبر ۸۶ پر

مبارک پور کا یہ دعویٰ کہ "سرکار غوث اعظم کی کوئی بہن نہیں تھی" محض باطل، غلط اور سراسر جعل وفریب اور اندھے قیاس کی پیداوار ہے۔ جلیل القدر محدث حضرت ملا علی قاری ثابت فرمائیں کہ حضرت غوث پاک کی ایک ہمشیرہ بھی تھیں جن کا نام عائشہ تھا جو صاحب کرامات ظاہرہ وآیات باہرہ تھیں۔" مولانا انور علی قادری قلندری صاحب دلاالسنظم فرمائیں کہ دو بہنیں تھیں بی بی نصیبہ و بی بی زینب مولف کنزالانساب تحریر فرمائیں کہ بی بی جلیہ ورقیہ نامی دو بہنیں اور تھیں ابوالحسن حسن بن حسین قادری سرکار غوث اعظم کی بہن بی بی نصیبہ کا خطبہ پڑھیں، مولانا ہدایت رسول برکاتی نوری کے صاحبزادے مولانا سید محمد عمر برکاتی رضوی خواہران غوثیت مآب زینب وبی بی نصیبہ کی منقبت پڑھیں، مولف مراۃ الانساب ہمشیرۂ غوثیت پاک کا بارگاہ مداریت سے مستفیض ومستفید ہونا ثابت کریں۔ صاحب خمخانۂ تصوف فرمائیں کہ ہمشیرۂ غوث اعظم بی بی نصیبہ دعاء قطب المدار سے صاحب اولاد ہوئیں فصیح اکمل قادری دعویٰ کریں کہ بی بی نصیبہ غوث پاک کی بہن تھیں دعاء مداریت سے ان کے آنگن میں سید محمد واحمد نامی دو پھول کھلے فاضل اشرفیہ ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم غوث پاک کے خواہر زادے کا ذکر خیر کریں، صاحب ثمرات القدس غوث صمدانی کی بہن بی بی نصیبہ کا حوالہ دیں اور فرمائیں کہ آپ بارگاہ قطب المدار سے فیضیاب ہوئیں، شیخ وجیہ الدین اشرف صاحب بحر ذخار و شیخ عبدالرحمن چشتی صاحب مراۃ مداری خواہر زادۂ غوث بغداد کی صفت ومدحت بیان کریں، حضرت محدث دہلوی محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی کی بہن کا اثبات کریں لیکن دنیا میں صرف اکیلے ایک مفتی شریف الحق صاحب امجدی کی ذات ہے جن کی بالکل الگ تھلگ بات ہے۔ آپ کی تحقیق اتنی دقیق ہے کہ آپ کے آگے ان سارے علماء کی تحقیق بے حقیق وغیر لئیق ہے وہ بھی محض ایک عقلی قیاس پر بیٹھ کر کی گئی ہے نہ صرف غیر معتد بہ ہے بلکہ بے بنیاد بھی ہے۔

میرے خیال میں علماء ومحققین کو مفتی امجدی صاحب کے اس دعویٰ پر کوئی تعجب نہیں ہوگا اس لئے کہ مفتی صاحب اب عمر کی اس دہلیز پر قدم رکھ چکے

ہیں جہاں اصحاب جرح وتعدیل باکمال محدثین پر بھی لیس بشیٔ ولیس بقوی ولم یعتمد بہ کا حکم لگانے میں ذرا بھی نہیں ہچکچاتے۔ مفتی صاحب کی عمر تقریباً ستر سال سے تجاوز کرچکی ہے اس عمر میں ذوق ومزاج کا تو پوچھنا ہی کیا ہے اور پھر نائب مفتی اعظم ہند ہونے کے ناطے علمی غرہ اپنی ہٹ کے آگے دوسروں کی تحقیق کیسے تسلیم کرے گا۔ مفتی صاحب گاہے بگاہے فرماتے بھی ہیں کہ اس زمانے میں ان سے زیادہ علم و تحقیق والا کوئی دوسرا نہیں ہے حالانکہ ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں ہیں۔

مفتی صاحب نے جو اپنے فتویٰ میں مزعومے قائم کئے ہیں وہ بھی بار بار پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سارے تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ بغداد جاتے وقت ان کی والدہ ماجدہ نے اسی دینار نکالا تھا اور فرمایا تھا کہ چالیس تمہارے ہیں اور چالیس تمہارے بھائی احمد کے اگر بہنیں ہوتیں تو اسی میں ان کا بھی حصہ ضرور ہوتا یہاں یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ ساٹھ سال کی عمر تک سرکار غوث اعظم کی والدہ ماجدہ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی ساٹھ سال کی جب ان کی عمر مبارک ہوئی تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکم مادر میں تشریف لائے اور سال بھر کے بعد چھوٹے بھائی سید احمد پیدا ہوئے بہنوں کی ولادت کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں اس لئے واقعہ مذکورہ سراسر جعل وفریب ہے۔

(ماہنامہ اشرفیہ نومبر دسمبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۳۷)

اس جگہ مفتی صاحب سے یہ سوال کیا جارہا ہے کہ کیا سارے تذکرہ نویسوں میں وہ علمائے کرام و محققین عظام شامل نہیں ہیں جن کا حوالہ میں نے بطور سند پیش کیا ہے اگر یہ حضرات بھی غوث اعظم کے تذکرہ نویس ہیں اور یقیناً ہیں تو کیا مفتی صاحب کا دعویٰ سراسر جعل وفریب نہیں ہے؟

کیا مفتی صاحب نے غوث پاک کی سیرت کی تمام کتابیں پڑھ لی ہیں اگر نہیں پڑھیں اور یقیناً نہیں پڑھیں تو پھر آپ کے اس عقلی اور قیاسی فتویٰ کی کیا حیثیت ہے؟ کیا ایسا ہی ہوتا ہے کہ بیٹا جب گھر چھوڑ کر دوسری جگہ پڑھنے جاتا ہے تو اس

کے والدین اخراجات سفر کے لئے جو رقم دیتے ہیں وہ میراث بانٹ کر دیتے ہیں؟
میرے خیال میں عادۃً کسی کے والدین ایسا نہیں کرتے ہو سکتا ہے کہ
مفتی صاحب نے اپنے بچوں کو ایام تعلیم میں جو خرچے دیئے ہوں وہ اپنی میراث
بانٹ کر دیئے ہوں اور وہی تصور سرکار غوث پاک کی والدہ کیلئے بھی قائم کر لیا ہو لیکن
یہ ایک فرضی اور امکانی بات ہے اس پر فتویٰ نہیں دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس سے استناد
کیا جا سکتا ہے سرکار غوث پاک کو جوان کی والدہ نے چالیس دینار اخراجات سفر کے لئے
دیئے تھے وہ ان کی میراث کا حصہ نہیں تھا بلکہ صرف تعلیمی اخراجات کی کفایت کیلئے تھے
چنانچہ بغداد شریف پہونچنے کے بعد بھی آپ کی والدہ ماجدہ حسب وسعت مصارف
کیلئے کچھ نہ کچھ بھیجتی رہیں چنانچہ ابو بکر تمیمی کہتے ہیں کہ فرمایا آپ (غوث اعظم) نے
کہ جب بغداد میں قحط پڑا تو اس وقت نہایت تنگی تھی کتنے روز گزر جاتے اور میں کچھ
کھانا نہ کھاتا ایک دن بھوک کے مارے حالت بہت خراب تھی سوق الریاحین کی مسجد
میں گیا ضعف سے کھڑا نہ ہو سکا ایک گوشہ میں بیٹھ گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت
قریب ہے۔ اتنے میں ایک عجمی روٹی سالن لئے ہوئے آیا اور بیٹھ کر کھانے لگا بھوک
کے غلبہ سے میرا حال یہ تھا کہ وہ جب لقمہ اٹھاتا میں اپنا منھ کھول دیتا پھر مجھ کو اپنی
یہ حالت نہایت ناگوار معلوم ہوئی دل میں کہا کہ یہ کیا نازیبا حالت ہے۔ آخر خدا موجود
ہے اور ایک دن مرنا بھی ضرور ہے پھر اتنی بے صبری کیوں ہے اتنے میں اس عجمی نے
میری طرف دیکھا اور کہا آؤ بھائی بسم اللہ کرو میں نے نفس کی مخالفت کیلئے انکار کیا اس
نے قسم دلائی تب تو میرے نفس نے اس کی دعوت قبول کر لی میں نے تھوڑا سا کھایا
تھا کہ وہ مجھ سے پوچھنے لگا بھائی! تمہارا کیا شغل ہے اور تم کہاں کے باشندے ہو؟ میں
نے کہا میں علم فقہ پڑھتا ہوں اور گیلانی ہوں اس نے کہا میں بھی گیلانی ہوں تم عبدالقادر
گیلانی کو جانتے ہو میں نے کہا وہ تو میں ہی ہوں یہ سن کر اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا
اور مضطرب ہو کر کہنے لگا بھائی میرے پاس تمہاری امانت تھی جب میں بغداد پہونچا تم
کو تلاش کرتا رہا مگر کسی نے تمہارا پتہ نہ بتایا یہاں تک کہ میرا خرچ پورا ہو گیا اور تین

روز مجھ کو فاقہ سے گذرے میں نے سوچا کہ تین روز کے فاقہ کے بعد تو مردار چیز بھی
حلال ہے ناچار تمہاری امانت میں سے یہ روٹی اور سالن خریدا تم اس کو اچھی طرح کھاؤ
کیونکہ یہ تمہارا مال ہے میں نے اس واقعہ کی تشریح چاہی اس نے کہا کہ تمہاری والدہ
ماجدہ نے تمہارے لئے ہمارے ہاتھ آٹھ دینار بھیجے تھے اسی میں سے میں نے یہ کھانا
خریدا ہے تم میری اس خیانت کو معاف کرو۔ میں نے کہا کہ یہ کوئی خیانت نہیں ہے
اور اس کو تسکین دلاسہ دیا اور کچھ نقدی بھی اس کے حوالے کی کہ اس کو اپنے خرچ
میں لاؤ۔

(مسالک السالکین صفحہ ۳۳۳)

واقعہ مذکورہ سے یہ امر بخوبی واضح ہے کہ حضرت غوث پاک کی والدہ نے
بغداد جاتے وقت میراث بانٹ کر چالیس دینار نہیں دیئے تھے بلکہ تعلیمی اخراجات
کیلئے اس وقت جو کچھ میسر تھا آپ کے حوالے کر دیا اور وقتاً فوقتاً مزید اخراجات بھیجتی
رہیں اسی قسم کے ایک اور واقعہ سے اس امر کی مزید تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ شیخ ابو محمد طلحہ
ابن مظفر آپ (غوث اعظم) سے روایت کرتے ہیں کہ ابتدائے حال میں ہنگام قیام
بغداد بیس روز تک میں نے کوئی ایسی چیز نہ پائی جس کو اپنا قوت (روزی) بناتا ناچار ویرانہ
محل کسریٰ کی طرف نکلا کہ کوئی چیز مباح تلاش کروں وہاں دیکھا کہ ستر درویش کامل
اسی تلاش میں پھر رہے ہیں میں نے ان کے حال میں مزاحم ہونا خلاف مروت سمجھا
اور بغداد کی طرف لوٹ آیا یہاں ایک شخص میرے شہر کا ملا اس نے کچھ ریزے سونے
چاندی کے مجھے دیئے کہ تیری ماں نے بھیجا ہے میں اس کو لے کر انھیں درویشوں
کے پاس لوٹ آیا اور کسی قدر اپنے خرچ کو رکھ کر تقسیم کر دیا انہوں نے کہا یہ کیا ہے؟
میں نے کہا یہ میری والدہ نے بھیجا تھا مجھے گوارا نہ ہوا کہ تنہا کھاؤں اور تم کو شریک نہ کروں۔

(مسالک السالکین صفحہ ۳۳۲)

ان دونوں واقعات سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ والدہ
غوث اعظم نے بغداد جاتے وقت جو انھیں چالیس دینار دیئے وہ میراث کے نہیں

تھے بلکہ تعلیمی ضروریات کی تکمیل کے لئے تھے رہا یہ مسئلہ کہ سید احمد برادر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو پھر چالیس دینار کیوں دیئے تو وہ ایک امر اتفاقی ہو سکتا ہے ممکن ہے انھیں بھی اتنے دینار کی ضرورت رہی ہو۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی والدہ ولیہ تھیں وہ مسائل وراثت کو خوب جانتی تھیں۔ انھیں اس بات کا بھی یقین ہوگا کہ ان کے بچے انکے بعد میراث کی تقسیم میں کوئی تنازعہ نہ کریں گے اور پھر یہ کہ وراثت تو عموماً موت کے بعد ہی بنتی ہے ایسے وقت میں جبکہ صاحبزادہ گھر سے کوسوں دور تعلیم حاصل کرنے جارہا ہے ایک چہیتے بیٹے کی فرقت میں والدہ خود ہی درد مند رہی ہوں گی ایسے میں میراث کی تقسیم بعید از قیاس ہے اور پھر اس وقت بہنوں کا ذکر نہ آنے سے ان کا نہ ہونا لازم نہیں آتا ہے۔ اس لئے کہ عدم ذکر عدم شئے کو مستلزم نہیں ہوتا۔

مفتی صاحب نے جو اپنی سمجھ میں یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ یہاں یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ "ساٹھ سال کی عمر تک غوث اعظم کی والدہ ماجدہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی ساٹھ سال کی جب ان کی عمر مبارک ہوئی تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکم مادر میں تشریف لائے اور سال بھر کے بعد چھوٹے بھائی سید احمد پیدا ہوئے بہنوں کی ولادت کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں اس لئے یہ واقعہ سراسر جعل اور فریب ہے۔" اس نکتے سے غالباً مفتی صاحب یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ بوڑھاپے کی عمر میں تو دو بچے پیدا ہو چکے تھے اب ۶۲، ۶۳ سال کی عمر میں تیسرے اور چوتھے بچے کیسے پیدا ہو سکتے ہیں اسلئے غوث پاک کی بہنوں کا ہونا جعل و فریب ہے۔ یہ مفتی صاحب کی سوچ تو ہو سکتی ہے لیکن خدا کی قدرت سے بعید نہیں ہے اس کی قدرت تو بہت ہی عظیم تر ہے جب وہ بغیر ماں باپ کے انسانوں کو پیدا کر سکتا ہے تو اگر غوث پاک کی والدہ ماجدہ کو بڑھاپے میں دو بیٹوں کے بعد چند بیٹیاں عنایت فرمادے تو اسکی قدرت میں کیا کمی واقع ہو جائیگی وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ انہ لقادر علیٰ کل شیٔ۔ مفتی صاحب کو یہ ضابطہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ مداریوں نے ایک ایسے امر کا اثبات کیا ہے جس کی مفتی

صاحب نے نفی کی ہے اور اثبات کرنے والا نفی کرنے والے پر مقدم ہوتا ہے کیونکہ نافی عدم علم کے باعث نفی کرتا ہے اور مثبت اپنے علم کی وجہ سے اثبات کرتا ہے۔

مفتی صاحب شاہ صاحبوں کی تحقیق پر انگلی اٹھاتے ہوئے گویا ہیں کہ "رہ گیا شاہ صاحبان کا ان اشعار مذکورہ کو پڑھنا تو یہ کوئی دلیل نہیں" اب میں مفتی صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا مولانا ھدایت رسول برکاتی نوری کے صاحبزادے مولانا سید عمر برکاتی رضوی بھی شاہ صاحب ہیں اگر وہ شاہ صاحب ہیں تو پھر اپنے آپ کو سید کیوں لکھتے ہیں؟

اور کیا ملا علی قاری، محدث عبد الحق دہلوی، شیخ وجیہ الدین اشرف، شیخ عبد الرحمن چشتی، اور وہ سبھی علمائے کرام جنھوں نے غوث پاک کی بہنوں کا اثبات کیا ہے سب کے سب شاہ صاحبان تھے؟

اور اگر تھے بھی تو ان کی تحقیق کیا معتبر نہیں ہے؟

کیا مفتی صاحب جو کہدیں وہی سب محقق و معتبر ہے اور دوسرے محققین کی تحقیق جعل و فریب ہے؟ انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے؟

مفتی صاحب مداریوں کو اپنی جھنجھلاہٹ اور شدت پسندی کا نشانہ بناتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "مداریوں نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت مدار رحمۃ اللہ علیہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے افضل تھے ایک داستان بنائی ہے اس میں یہ ہے کہ سرکار غوث اعظم کی ایک بہن تھیں جن کو کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی انھوں نے سرکار غوث اعظم سے عرض کیا۔ فرمایا کہ اللہ کا ایک ولی آنے والا ہے اس کی دعا سے تمہیں بیٹا ملے گا پہلا بیٹا مجھ کو دو گی۔

چنانچہ حضرت مدار کی دعا سے بی بی نصیبہ کی اولاد ہوئی اور حسب وعدہ بی بی نصیبہ نے اپنا پہلا فرزند حضرت مدار کو عطا فرمایا جن کا نام مدار صاحب نے جان من جنتی رکھا اور اپنے ساتھ مکن پور تشریف لائے الیٰ آخرہ۔

عبارت کے تیور سے مفتی صاحب کی مدار دشمنی کس قدر پھوٹ رہی

ہے اردو داں طبقہ پر یہ مخفی نہیں ہے۔ ایک صحیح اور معتبر روایت کی صداقت سے انکار کرنا جبکہ اس سے مقام مداریت آشکارا ہو رہا ہے اور دار النور مکن پور شریف کو فتویٰ میں مکڑ پور لکھنا مفتی صاحب کے دل میں چھپی ہوئی مدار دشمنی کا غماز ہے حضرت قطب المدار ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مقام اللہ تعالیٰ کے محبوبوں اور ولیوں سے منسوب ہے وہ پر تو مدینہ شریف ہے جہاں حضرت قطب المدار خود جلوہ فرما ہیں اس مبارک جگہ کو مکڑ پور لکھنا کتنی بڑی جرأت ہے کیا مفتی صاحب کا زہد و تقویٰ یہی سبق سکھاتا ہے۔ کیا مفتی صاحب قرآن پاک کے اس ارشاد کو بھی بھول گئے ولا تنابذوا بالالقاب کوئی کسی کو برے القاب سے نہ پکارے۔

شہنشاہ ہند عالمگیر اورنگ زیب کے اس شعر سے عبرت لینا چاہئے۔

بیا کہ اوج کمالات را ظہور اینجاست　　　بیا کہ مرجع ہر قیصر و قصور اینجاست

جناب اقدس شہنشہ مدار جہاں　　　بیائے دیدہ بیاو ببیں کہ نور اینجاست

یعنی بارگاہ مداریت میں آؤ کہ اس جگہ کمالات کی بلندیاں ظاہر ہوتی ہیں یہاں آؤ کیونکہ بڑے بڑے شہنشاہوں اور بادشاہوں کا مرجع وماوا یہ آستانہ ہے یہ شہنشاہ مدار جہاں کی بارگاہ ہے یہاں کمال شان ادب سے آؤ آنکھوں کے بل چل کر آؤ اور دیکھو کہ خدا کا نور اس جگہ جلوہ گر ہے مداریوں پر مفتی صاحب کا ایک الزام یہ ہے کہ "مداریوں نے یہ ثابت کرنے کیلئے کہ حضرت مدار رحمۃ اللہ علیہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل تھے ایک داستان بنائی ہے الخ، مفتی صاحب ان علماء و محققین کے بارے میں اپنا خیال شریف ظاہر کریں۔ کیا مشہور محدث ملا علی قاری، محدث عبد الحق دہلوی، ملا کامل، شیخ وجیہ الدین اشرف، شیخ عبد الرحمن چشتی رحمہم اللہ علیہم اور حوالے مذکورہ دیگر سبھی علماء کرام مداری تھے؟ اور کیا سبھوں نے ایک داستان بنائی ہے؟ شاید اس کے جواب میں مفتی صاحب زبان کھولنے میں جھجھک محسوس کریں گے لیکن میں سمجھتا ہوں یہ سبھی حضرات کسی نہ کسی طرح مداری ضرور تھے۔ میری اس سمجھ پر تعجب نہ کریں بلکہ دل کو مضبوط کر کے مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کا یہ فرمان بغور و شعور پڑھیں

ارشاد ہوتا ہے

"قطب ارشاد جو کمالات فردیہ کا بھی جامع ہوتا ہے بہت عزیز الوجود اور نایاب ہے اور بہت سے قرنوں اور بے شمار زمانوں کے بعد اس قسم کا گوہر ظہور میں آتا ہے اور عالم تاریک اس نور ظہور سے نورانی ہوتا ہے اس کی ھدایت وارشاد کا نور محیط عرش سے لے کر فرش تک تمام جہانوں کو شامل ہوتا ہے اور جس کسی کو رشد وھدایت اور ایمان ومعرفت حاصل ہوتا ہے اسی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اور اس کے وسیلے کے بغیر کوئی شخص اس دولت کو نہیں پاسکتا مثلاً اس کی ہدایت کے نور نے دریائے محیط کی طرح تمام جہان کو گھیرا ہوا ہے اور وہ دریا گویا منجمد ہے اور ہرگز حرکت نہیں کرتا اور وہ شخص جو اس بزرگ کی طرف متوجہ ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے یا یہ کہ وہ بزرگ طالب کے حال کی طرف متوجہ ہے تو توجہ واخلاص کے موافق اس دریا سے سیراب ہوتا ہے۔ ایسے ہی وہ شخص جو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے اور اس عزیز کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہے انکار سے نہیں بلکہ اس کو پہچانتا نہیں ہے اس کو بھی یہ افادہ حاصل ہو جاتا ہے لیکن پہلی صورت میں دوسری صورت کی نسبت افادہ بہتر اور بڑھ کر ہے لیکن وہ شخص جو اس بزرگ کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے آزردہ ہے اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن وہ رشد وہدایت کی حقیقت سے محروم ہے یہی انکار و آزار اس کے فیض کا مانع ہو جاتا ہے بغیر اس امر کے کہ وہ بزرگ اس کے عدم افادہ کی طرف متوجہ ہو یا اس کے ضرر کا قصد کرے۔ کیونکہ ہدایت کی حقیقت اس سے مفقود ہے وہ صرف مرشد کی صورت ہے اور صورت بے معنی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ اور وہ لوگ جو اس عزیز سے محبت واخلاص رکھتے ہیں اگرچہ توجہ مذکورہ اور ذکر الٰہی سے خالی ہوں لیکن فقط محبت ہی کے باعث رشد وہدایت کا نور ان کو پہنچ جاتا ہے۔

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است
بانگ دو کردم اگر درده کس است

بس کرتا ہوں زیرک لوگوں کیلئے یہ کافی ہے میں نے دو آوازیں دے دی

ہیں اگر گاؤں میں کوئی ہے (مکتوبات امام ربانی جلد دوم دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۶۰ صفحہ ۶۲۲، ۶۲۳... مراۃ الاسرار)

اس مکتوب سے صاف ظاہر ہے کہ انوار قطب مدار سے نور رشد وہدایت حاصل کر کے فیضان مداریت سے مستفیض ہو کر مذکورہ بھی علمائے کرام ایک معنی میں مداری ضرور ہوئے اور انہیں پر بس نہیں ہے بلکہ عالم علوی وسفلی سب کے سب فیضان مداریت سے مستفیض ہوتے ہیں اور اپنے وقت کے قطب مدار سے استفادہ کرتے ہیں چنانچہ سیدنا سید نصیر الدین چراغ دہلوی کے مرید وخلیفہ سیدنا میر جعفر مکی علیہما الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

مراتب شاہدان لایزال را گوش دار کہ شیخ داؤد قیصری قدس روحہ در بعضے کتب آوردہ است کہ قطب عالم در ہر زمانہ وعصر یکے باشد و وجود جمیع موجودات از اہل دنیاو آخرت یعنی سفلی وعلوی بوجود قطب عالم قائم باشد وقطب عالم رافیض از حق تعالیٰ بے واسطہ باشد وقطب عالم راقطب مدار نیز گویند یعنی مدار موجودات علوی وسفلی از برکت وجود اوست (بحر المعانی صفحہ ۸۳ میر جعفر مکی)

مقربین بارگاہ الٰہی کے مراتب غور سے سنو کہ شیخ داؤد قیصری اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں کہ قطب عالم ہر زمانہ وعصر میں ایک ہوتا ہے اور اہل دنیاو آخرت سے تمام موجودات یعنی عالم علوی وسفلی کا وجود قطب عالم کے وجود کے سبب قائم ہے قطب عالم کو بے واسطہ حق تعالیٰ سے فیض پہنچتا ہے قطب عالم کو قطب مدار بھی کہتے ہیں یعنی موجودات علوی وسفلی کا دار ومدار قطب المدار کے وجود کی برکت سے ہے۔

اسی مضمون کو ایک شاعر نے اس طرح نظم کیا ہے۔

زمیں مداری ہے یہ آسماں مداری ہے　　　مدار سب کے ہیں سارا جہاں مداری ہے

یہ بھی کڑوی مگر سچی حقیقت ہے کہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی بھی ایک نسبت سے مداری ہیں لیکن اب اپنے آپ کو مداری لکھنے اور کہنے میں شاید انہیں شرم محسوس ہوتی ہوگی کیونکہ وہ مداریت کے خلاف بہت کچھ بول چکے ہیں اور مسلسل لکھتے چلے آرہے

ہیں میری سمجھ میں یہ سب کچھ اس لئے کردیا ہے کہ انھیں اپنے مداری ہونے کا
احساس نہیں ہے۔ مفتی صاحب کے معتقدین و مریدین کو تعجب ہوگا کہ مفتی صاحب کس
طرح مداری ہوگئے آپ تو امجدی رضوی ہیں۔ لیکن تعجب کرنے کی کوئی بات نہیں
ہے دراصل مفتی صاحب سلسلۂ عالیہ برکاتیہ رضویہ میں مرید و خلیفہ ہیں اور اس سلسلے
میں خاص خاص لوگوں کو حضرت سیدنا ابوالحسن احمد نوری قدس سرہ کی النور والبہاء
خلافت نامہ کے طور پر دی جاتی ہے جیسا کہ مفتی صاحب کے دو دو خلیفہ کے پاس
قلمی النور والبہاء دیکھی ہے جسے مفتی صاحب نے خصوصی طور سے لکھواکر بطور اعزاز
انہیں دیا ہے اور سلسلۂ برکاتیہ رضویہ میں جمال اولیاء و شاہ فضل اللہ کالپوی سے لے
کر شاہ ابوالبرکات تک اور ابوالحسن احمد نوری سے مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی
تک سبھوں نے سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت و خلافت نقل کی ہے۔ تفصیل کیلئے النور
والبہاء فی اسانید الاحادیث وسلاسل الاولیاء فاضل بریلوی کی الاجازۃ المتینہ لعلماء بکۃ
والمدینہ اور مشائخ قادریہ رضویہ، شاہ ابوالبرکات حیات و خدمات، کاشف الاستار
وغیرہ کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

ترے سلسلے کا سورج تو ہے آج بھی درخشاں جو کوئی نہ دیکھ پائے تو نگاہ کی خطا ہے

اور فاضل بریلوی سے بالواسطہ مفتی صاحب کو یہ سلسلہ پہونچا ہے جیسا
کہ مولانا شفیق احمد شریفی کی تذکرہ اکابر اہل سنت سے ظاہر ہے اور خود راقم نے مفتی
صاحب کے خلفاء کے پاس بنارس میں النور والبہاء کے اسپیشل قلمی نسخے دیکھے ہیں
جس میں صاف صاف سلسلۂ عالیہ مداریہ بدیعیہ کی اجازت و خلافت درج ہے تو اس
طرح سے مفتی صاحب اور ان کے مریدین و خلفاء بھی مداری ہوئے۔

لوگ آتے رہے اور کارواں بنتا گیا

اب رہا یہ سوال کہ مداریت سے منسوب ہونے کے باوجود مفتی صاحب نے
فیضان مداریت سے کیوں انکار کیا؟ تو شاید ممکن ہو کہ یہ انکار مقام مداریت سے ناآشنا
ہونے کی وجہ سے کیا ہو اور اگر خدانخواستہ یہ انکار اس وجہ سے ہوا ہو کہ مفتی صاحب

قطب مدار کے منکر ہیں یا خود قطب مدار مفتی صاحب سے آزردہ ہیں تب تو مفتی صاحب
کے لئے رشد وہدایت کی حقیقت سے محروم ہونے کا پورا پورا اندیشہ ہے جیسا کہ مجدد الف ثانی
قدس سرہ النورانی کا فرمان گذرا۔ اللہ اپنا رحم فرمائے وھو ارحم الراحمین

کھودیئے انکار سے تو نے مقامات بلند

مفتی امجدی صاحب بڑے وثوق واعتماد کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ
"صحیح یہ ہے کہ حضرت بدیع الدین مدار قدس سرہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے وصال کے ایک سو چھپن سال بعد پیدا ہوئے آپ کی ولادت ۷۱۶ھ میں ہے
اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۵۶۱ھ میں ہو چکا تھا۔ انوار العارفین
صفحہ ۵۳۶ پر ہے عمر شریفش یک صد بست ودو ولادت در سنہ ہفت صد وشازدہ۔
حضرت بدیع الدین مدار کی عمر شریف ایک سو بائیس سال کی ہوئی اور آپ کی پیدائش ۷۱۶ھ
میں ہوئی اس لئے سوال میں مذکورہ سارا قصہ کالعدم ہے۔"

مفتی صاحب کے اس قدر اعتماد ووثوق کا مرجع صرف اور صرف انوار العارفین
ہے یہی آپ کا مشہور ومعروف اور مستند ومعتمد سرمایہ ہے جس کی بنیاد پر صحت کا فرمان
جاری کیا ہے دوسروں کو بھی آپ یہی تلقین کرتے ہیں کہ ہمیشہ مشہور ومعروف
کتابوں کا حوالہ دینا چاہئے چنانچہ آپ اپنے ف ۲۴۷/۱ میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں
"اتنی بات ذہن میں بٹھالیں کہ اعتبار مشہور معروف اور مستند کتابوں کا ہوتا ہے
غیر معروف غیر مستند کتابوں کا نہیں" مفتی صاحب کے اس فرمان کی روشنی میں یہ
امر معین ہے کہ مفتی صاحب کے نزدیک انوار العارفین اور اس کے مصنف حافظ محمد حسین
مراد آبادی مشہور ومعروف اور معتبر ومستند ہیں۔ لیکن ایک عجیب بات یہ ہے کہ جس
کتاب اور جس مصنف کو مفتی صاحب نے مشہور ومعروف مستند مان رکھا ہے اس سے
وہابیت کی بڑی سڑی بدبو آرہی ہے چونکہ مفتی صاحب نے حضرت قطب المدار رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک گھٹانے کی نازیبا کوشش کی ہے اس لئے پروردگار عالم کی
غیرت وحمیت کو گوارا نہیں ہوا اور مفتی صاحب کو وہابیت کی کیچڑ میں ڈال دیا۔ اب
مفتی صاحب کی ایمان وسنیت پر بھی انگلی اٹھتی ہے اور حقیقت ایمانیہ سے محرومی

کا اندیشہ بھی قائم ہوتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ اعلان فرما چکا ہے من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب یعنی جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی تو میری طرف سے اس کیلئے اعلان جنگ ہے (بخاری شریف)
اصل واقعہ یہ ہے کہ مفتی صاحب نے جس کتاب و مصنف کو اپنے لئے مشہور و معتبر و معروف و مستند مانا ہے اس نے ایک بڑے بدبودار دیوبندی کو متقی، پرہیزگار، ربانی، حقانی اور واقف اسرار شریعت و طریقت ہونے کا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ سماعت فرمائیے دیوبندی رہنما مولوی قاسم نانوتوی سے متعلق صاحب انوار العارفین کا عقیدہ، حافظ جی لکھتے ہیں کہ

ذکر حضرت مولوی محمد قاسم وی حضرت حاجی خانہ خدا و زائر روضہ رسول اللہ اند واز روسائے شیوخ صدیقی قصبہ نانوتہ ہستند۔ عالم اند متقی و ربانی و حقانی و واقف اسرار شریعت و طریقت اند و قول و فعل وے بے ریا وبے تصنع است۔ الخ
(انوار العارفین صفحہ ۵۲۴ مطبع نولکشور)

حضرت مولوی محمد قاسم خانہ خدا کے حاجی اور روضہ رسول اللہ کے زائر ہیں اور قصبہ نانوتہ کے شیوخ صدیقی کے رئیسوں میں سے ہیں وہ عالم ہیں، متقی ہیں اللہ والے ہیں حق والے ہیں اور شریعت و طریقت کے اسرار کے جاننے والے ہیں ان کا قول و فعل بے ریا بے تصنع ہے

ایک ایسے دیوبندی کو جس پر تنقیص شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے علماء اہل سنت نے حکم کفر لگایا ہے حافظ جی متقی، ربانی، حقانی، واقف اسرار شریعت و طریقت لکھتے ہیں اور اس کے قول فعل کو بے ریا وبے تصنع جانتے ہیں۔
کیا فقیہ العصر صاحب بھی حافظ جی کے اس بیان سے متفق ہیں؟ اگر اس بیان پر اتفاق ہو تو پھر اپنے ایمان و سنیت کی وضاحت کریں کہ آپ کس کیٹگری کے سنی مسلمان ہیں اور اگر اب آنکھ کھلے اور اتفاق نہ ہو تو بھی حافظ جی اور ان کی کتاب انوار العارفین کو اپنے لئے صحیح، معروف و مشہور اور معتبر و مستند جاننے کی وجہ سے

کون سا حکم شرع آپ پر عائد ہوتا ہے ؟اس کی ضرور وضاحت فرمائیں۔

کیا خاتم الفقہاء ہونے کی وجہ سے آپ جس کتاب و مصنف کو مستند و معتبر کہدیں گے وہ سب کے نزدیک مستند و معتبر ہو جائے گا ؟

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مفتی صاحب ! عمدۃ المحققین کے لقب سے ملقب ہونے کے ناطے قطب المدار کی عقیدت و محبت کے ساتھ صحیح تحقیق کر کے سچی بات لکھتے تو آپ کے حق میں بہتر ہوتا۔

آپ نے جس کتاب اور جس مصنف کو اپنے لئے مستند و معتبر سمجھا اس نے آپ کو کہیں کا نہیں رکھا اب دیکھ لیجئے حافظ جی اپنے گرو اسمٰعیل دہلوی کی کس طرح تعریف کرتے ہیں اور ان کی کتنی عظمت بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ

"مولوی محمد اسمٰعیل داد شجاعت دادہ شہید گشتند۔ یعنی مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔" (انوار العارفین)

کابل کے پٹھانوں کے ہاتھوں مارا گیا مولوی حافظ جی کے نزدیک شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز نظر آرہا ہے جب کہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی اس مقتول وہابی کی موت کو اس طرح تعبیر کرتے ہیں۔

وہ وہابیہ نے جسے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا   وہ قتیل لیلیٰ نجد تھا وہ شہید تیغ خیار ہے

(حدائق بخشش)

اس قتیل لیلیٰ نجد کو حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھنے پر احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے گمراہ، بد دین، نجدی اور اسمٰعیلی ہونے کا بلکہ کفر کا حکم لگایا ہے چنانچہ آپ سے استفتاء کیا گیا کہ زید باوجود دعائے صدیقی الوارثی کے اسمٰعیل دہلوی کو حضرت مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے آپ جواباً حکم صادر فرماتے ہیں کہ صورت مذکورہ میں زید گمراہ بد دین نجدی اسماعیلی ہے اور بحکم فقہائے کرام اس پر حکم کفر لازم۔ (فتویٰ رضویہ جلد دوازدہم) فاضل بریلوی کے اس فتوے کی رو سے مصنف انوار العارفین حافظ محمد حسین مراد آبادی وہابی، گمراہ،

بد دین، نجدی اسمٰعیلی اور کافر ہوئے اور ایسے شخص کی کتاب کو مشہور و معتبر اور معروف و مستند و صحیح تسلیم کر کے خود مفتی صاحب کیا ہوئے؟ اس کا فیصلہ اہل علم و فتویٰ خود کر لیں۔

اس جگہ پھر مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا فرمان دل کے تاروں کو جھنجھنا رہا ہے، "لیکن وہ شخص جو اس بزرگ کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے آزردہ ہے اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن وہ رشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم ہے یہی انکار و آزار اس کے فیض کا مانع ہو جاتا ہے کیوں کہ ھدایت کی حقیقت اس سے مفقود ہے وہ صرف مرشد کی صورت ہے اور صورت بے معنی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

(مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۰ صفحہ ۲۲۳)

آغوش صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے ۔۔۔ وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گو ہر

حافظ جی اپنے صحیفے میں سید احمد رائے بریلوی کی سوانح حیات کا آغاز ان لفظوں سے کرتے ہیں۔

"ذکر سید احمد غازی"

اور اسماعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم کے حوالے سے تقریباً دو ورق میں ان کے محاسن و کمالات کا ذکر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"ازبس کہ نفس عالیہ حضرت ایشاں بر کمال مشابہت جناب رسالتماب دربدو فطرت مخلوق شدہ بناء علیہ لوح فطرت ایشاں از نقوش علوم سمیہ و راہ دانشمنداں کلام در تحریر و تقریر مصفیٰ ماندہ بود۔۔۔۔۔۔۔۔۔ باید دانست کہ انوار سعادت بر جبیں ایشاں یعنی سید احمد صاحب ظاہر و باہر بود

(انوار العارفین صفحہ ۵۹۳ تا ۵۹۵)

دیکھا آپ نے ۔۔۔ ہندوستان میں وہابیت کی داغ بیل ڈالنے والے ان پکے وہابیوں کو حافظ جی کس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہابیوں کے نفوس کو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فطرت سے کمال مشابہت دے کر ان کے ماتھوں پر انوار سعادت کا ٹیکہ لگا رہے ہیں اور صراط مستقیم کو اپنے لئے لائق اعتماد

واستناد جانتے ہیں اورجگہ جگہ ان وہابیوں سے اپنے آپ کے مستفید ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن مفتی امجدی صاحب اس کے باوجود حافظ جی کو گلے لگائے ہوئے ہیں۔ مفتی صاحب کو صراط مستقیم سے متعلق احمد رضا خان فاضل بریلوی کا یہ شعر یاد دلادینا باعث عبرت ہوگا ؎

یہ ہے دیں کی تقویت اس کے گھر یہ ہے مستقیم صراط شر

جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر تو زباں پہ چوڑھا چمار ہے

فاضل بریلوی جس صراط مستقیم کو مستقیم صراط شر قرار دے رہے ہیں اسی صراط مستقیم کو حافظ جی اپنے سر کا تاج بنائے ہوئے ہیں اور ایسے حافظ جی کی کتاب کو مفتی صاحب صحیفہ مان کر مدارپاک کی عمر مبارک اور شان عظمت گھٹانے کیلئے بطور سند پیش کرتے ہیں۔

سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ ایک اللہ تعالی کے ولی کامل اور زمانے کے قطب المدار کی تنقیص شان کیلئے مفتی امجدی صاحب اتنا نیچے گرسکتے ہیں کہ ایک دہابی دیوبندی کی کتاب کو اپنے لئے صحیفہ استناد واعتماد اور سرمایۂ شہرت واعتبار سمجھ بیٹھیں گے۔

اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

کچھ قدر اپنی تونے نہ جانی یہ بے سوادی یہ کم نگاہی؟؟

مفتی امجدی صاحب نے ایک تحقیق یہ پیش کی ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی قدس سرہ کی ملاقات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں۔

(ماہنامہ اشرفیہ نومبر دسمبر ۱۹۹۸ء ۳۵)

لیکن ان کے مشہور و معروف اور مستند و معتبر مصنف حافظ جی محمد حسین مرادآبادی سیر العارفین کے حوالے سے دعویٰ کناں ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز بغداد شریف تشریف لے گئے اور وہاں سے قصبہ جیلاں پہنچے شیخ عبدالقادر جیلانی سے ملاقات کی اور پانچ ماہ ان کی صحبت میں رہ کر انواع فیوض وبرکات حاصل کیا۔ ان کی اصل عبارت

یہ ہے۔

"واز انجا قصبہ جیلان آمدہ شیخ عبدالقادر جیلانی را دریافت پنج ماہ در صحبت ایشاں... انواع فیض حاصل نمود۔

یعنی بغداد سے جیلان تشریف لے گئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے ملاقات کی پانچ ماہ ان کی صحبت میں رہ کر انواع فیض حاصل کیا۔

(انوار العارفین صفحہ ۴۴)

دیکھا آپ نے حافظ جی نے کس طرح عمدۃ المحققین کی تحقیق پر ضرب لگائی ہے لیکن پھر بھی مفتی صاحب انہیں مشہور و معروف اور مستند و معتبر تسلیم کرنے میں قطعی نہیں جھجکتے۔ خدا جانے مفتی صاحب کو کیا ہو گیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ مدار پاک قدس سرہ کی عداوت میں ایرے غیرے نتھو خیرے بھی مستند و معتبر نظر آنے لگے؟ اگر ایسا ہی ہے تو مفتی صاحب خدا تعالیٰ سے جنگ کی تیاری کریں اس لئے کہ اس کا اعلان ہے من عادیٰ لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب یعنی جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی تو میری طرف سے اس کے لئے اعلان جنگ ہے۔

(بخاری شریف)

پیش خورشید بر مکش دیوار — خواہی ار صحن خانہ نورانی

مفتی صاحب کی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ صحیح یہ ہے کہ "حضرت بدیع الدین مدار قدس سرہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے ایک سو پچپن سال بعد پیدا ہوئے آپ کی ولادت ۷۱۶ھ میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۵۶۱ھ میں ہو چکا تھا"

لیکن حقیقت یہ ہے کہ قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کی ولادت ۲۴۲ھ میں ہے اور یہی صحیح ہے دلائل و شواہد اسی کی تائید کرتے ہیں۔ ویسے آپ کی سن ولادت میں اختلاف کیا گیا ہے لیکن اختلاف کرنے والوں کے دعوے بغیر دلیل کے ہیں اور بے دلیل بہت سے حقائق و روایات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ بزرگان دین کی پیدائش و

وصال کی تاریخوں میں اختلاف کوئی نئی بات نہیں ہے اختلاف تو اس امت کی فطرت ہے اور اس کے لئے رحمت بھی۔ جب کائنات کی سب سے عظیم و محترم اور معروف و مشہور ہستی سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد و وصال کی تاریخوں میں اصحاب سیر و تواریخ نے اختلاف کیا ہے تو دوسروں کا کیا کہنا۔ لیکن عامۃ المسلمین اور جمہور کا جس پر اتفاق ہو گیا وہی معتبر و مستند ہے اور اسی پر فتویٰ جاری ہو گا۔ چنانچہ ھادی اعظم شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت کے بارے میں متعدد اقوال ملتے ہیں۔ (۱) ۱۲؍ ربیع الاول طبری ابن خلدون و ابن ہشام وغیرہ نے اسی پر جزم کیا ہے۔ (۲) ابن جوزی نے ولادت باسعادت کی تاریخ کے سلسلے میں تین مختلف اقوال نقل کئے ہیں (الف) ۱۲؍ ربیع الاول (حضرت ابن عباس) (ب) ۸؍ ربیع الاول (حضرت عکرمہ) (ج) ۳؍ ربیع الاول (حضرت عطا) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (بیان میلاد) (۳) بعض لوگوں نے ۹؍ ربیع الاول بعض نے ۱۷؍ ربیع الاول اور بعض نے ۲۲؍ ربیع الاول تحریر کیا ہے۔ حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے بعض نے آپ کی ولادت یوم عاشورہ کو لکھا ہے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۴۵۷) لیکن عامۃ المسلمین کا ماننا ہے کہ ۱۲؍ ربیع الاول ہی میلاد النبی کا دن ہے۔ عالم اسلام میں ۱۲؍ ربیع الاول ہی کو متفقہ طور سے عید میلاد النبی منائی جاتی ہے۔ اسی طرح سن ولادت میں بھی اختلاف ہے بعض نے ۵۷۰ء لکھا ہے بعض کے نزدیک ۵۷۱ء ہے۔ اسی طرح تاریخ وصال میں بھی اختلاف کرنے والوں نے اختلاف کیا ہے۔ شبلی نعمانی نے سیرت النبی میں لکھا ہے کہ حضور کی وفات یکم ربیع الاول ہے۔ نور بخش توکلی نے وفاء الوفا کے حوالے سے لکھا ہے کہ مشہور محدث حافظ ابن حجر کے نزدیک حضور کا یوم وفات ۲؍ ربیع الاول ہے۔ ادریس کاندھلوی نے سیرت المصطفی جلد دوم صفحہ ۳۳۲ پر لکھا ہے کہ علامہ سہیلی نے روض الانف اور حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں ۲؍ ربیع الاول کو تاریخ وفات پر مرجح قرار دیا ہے۔ بایں ہمہ اختلاف ۱۲؍ ربیع الاول ہی پر جمہور مسلمانوں کا اتفاق ہو گیا ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ و تابعین کی تواریخ ولادت ووصال میں بھی اختلاف ہے۔ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سن وصال ۳۰ھ یا ۴۰ھ درج کی گئی ہے حضرت سلمان فارسی کی عمر میں بڑا اختلاف ہے کسی نے پانچ سو برس، کسی نے ہزار برس، کسی نے تین سو پچاس سال تو کسی نے دو سو پچاس سال تحریر کیا ہے۔ بعض نے ایک سو پچاس سال بھی لکھا ہے حضرت انس بن مالک کی سن وفات ۹۲ھ یا ۹۳ھ ہے حضرت سہیل بن سعد ساعدی کی ۸۸ھ یا ۹۱ھ۔ حضرت واثلہ ابن اسقع کی ۸۳ھ یا ۸۵ھ یا ۸۶ھ ہے حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ کی ۱۰۰ھ یا ۱۱۰ھ ہے حضرت سائب بن یزید کی ۸۰ھ یا ۸۲ھ یا ۹۱ھ یا ۹۴ھ ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ۷۰ھ یا ۸۰ھ ہے (نزھۃ القاری جلد اول صفحہ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ مفتی شریف الحق امجدی)

اسی طرح وصال کی تاریخ میں بعض نے ۱۴ رجب اور بعض نے ۴ رشعبان ۱۵۰ھ لکھا ہے۔ (مسالک السالکین صفحہ ۲۴۷)

حضرت خواجہ غریب نواز کی سن رحلت ۶ رجب ۶۳۲ھ یا ۶۳۳ھ اور ان کے پیرو مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی رحلت ۶ رشوال ۶۰۳ھ یا ۶۱۷ھ ہے۔ حضرت غوث پاک عبدالقادر جیلانی کی رحلت ۹ یا ۱۷ یا ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ درج ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(بحوالہ ذوالفقار بدیع)

الغرض انبیائے کرام واولیاء عظام کی ولادت ووصال کی تاریخوں میں اختلاف کوئی امر نو پید نہیں ہے۔ نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ میں ائمہ دین کا اختلاف اس قدر شدید ہے کہ باقاعدہ طور سے اسلام چار مسلکوں میں بٹا ہوا ہے۔ ان اختلافات کی وجہ سے انبیاء ومرسلین، صحابہ وتابعین اور اولیاء صالحین کی سیرت وسوانح کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس اختلاف سے نماز، روزے کی حقیقت وحقانیت کی نفی کی جائے

گی۔ جب سے حضرت انسان کا وجود قائم ہے اختلاف اس کی فطرت کو ودیعت کر دیا گیا ہے۔ اختلاف جب تک تلاش حقیقت کا مصدر اور ایضاح مطالب کا مرجع ہوتا ہے۔ یہ امت کے لئے رحمت ہے جیساکہ حدیث شریف میں ہے اختلاف امتی رحمۃ۔ میری امت کا اختلاف کرنا اس کے لئے رحمت ہے۔ لیکن اختلاف اگر غرور و تکبر سے دوسرے کی حق بات انکار کرنے کے لئے کیا جائے اور اس کا مقصد صرف مجادلہ و معاودۃ ہو تو یہی اختلاف قوموں کے لئے زحمت بن جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

الغرض حق حقیقت سے ناواقفی کی بنیاد پر اگر کسی عالم نے حضرت قطب المدار سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک اور سن ولادت میں اختلاف کیا ہے تو اس سے حضرت کی ذات بابرکات والا صفات کی عظمت ورفعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے نہ کسی کے گھٹانے سے آپ کی عمر مبارک گھٹ سکتی ہے اور نہ ہی کسی کے بڑھانے سے بڑھ سکتی ہے یہ حقیقت ہے کہ سرکار مدار پاک ایک طویل العمر بزرگ ہیں اور کچھ بزرگوں کے طویل العمر ہونے کی ایک خاص وجہ ہے وہ یہ کہ اللہ کے حبیب صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے العلماء ورثۃ الانبیاء وعلماء امتی کأنبیاء بنی اسرائیل ظاہر سی بات ہے کہ انبیاء سابقین میں اللہ پاک کی عطا کردہ جہاں اور صفات تھیں وہیں کچھ کی عمریں طویل ہوئیں اب امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے اولیاء میں سے چند کو طول عمری کے وصف سے بھی موصوف ہونا چاہئے تاکہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بہر صورت ہر زاویہ سے صادق ہو اسی وجہ سے بعض اولیاء اللہ کی عمریں کافی طویل ہوئیں سرکار قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سن ولادت شریف لکھنے میں اختلاف کرنے والوں نے اختلاف کیا ہے کسی نے سرکار مدار پاک کی تاریخ ولادت ماہ کونین سے ۱۸۲ھ نکالی ہے کسی نے لفظ منیر سے ۳۰۰ھ تو کسی نے شاہ کونین سے ۴۴۲ھ نکالی ہے اور اکثر اصحاب سیر نے صاحب عالم سے ۲۴۲ھ کا استخراج کیا ہے اور اسی کو سن ولادت قرار دیا ہے۔

شواہد و قرائن اس پر دال ہیں کہ ۲۴۲ھ ہی آپ کی سن ولادت صحیح درست اور قابل اعتبار ہے اور اسی پر اکثر کا اتفاق ہے مفتی صاحب نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حضرت بدیع الدین مدار قدس سرہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے ایکسو پچپن سال بعد پیدا ہوئے آپ کی ولادت ۷۱۶ھ میں ہو چکی تھی تو مفتی صاحب کا یہ دعویٰ حق حقیقت سے قطعی کہیں بھی کسی طرح میل نہیں کھاتا بلکہ یہ تو دیوبندی وہابی کی افتراء پردازی اور مدار دشمنی کا کرشمہ ہے جن کے جال میں مفتی صاحب بھی جا پھنسے ہیں اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم شوال بروز دو شنبہ ۲۴۲ھ میں قاضی سید قدوۃ الدین حلبی کے گھر میں پیدا ہوئے آغوش والدین میں تربیت پا کر چار سال چار مہینے چار دن کی عمر میں مکتب میں داخلہ لیا اور ۱۴ سال کی عمر میں ہی علوم عقلیہ نقلیہ سے فراغت پائی جب آپ کی عمر شریف ۱۶ سال کی ہوئی تو بیت المقدس کے صحن میں ۲۵۹ھ میں حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہ السامی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور تک مرشد برحق کی معیت میں رہ کر عرفان کی نعمتوں سے مستفیض و مستفید ہوئے اور سلوک کی منزلیں طے کر کے خلافت و جانشینی کے عظیم منصب پر سرفراز کئے گئے اکثر اہل سیر کا قول ہے کہ سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی کا وصال ۲۶۱ھ میں ہوا ۷۱۶ھ کو حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سن ولادت تسلیم کر لینا سراسر دھوکا، فریب اور غلط و باطل ہے اس لئے کہ سرکار مدار پاک کی حضور غوث پاک سے ملاقات بدلائل کثیرہ ثابت ہے۔ مراۃ مداری، بحر ذخار، ثمرات القدس، مراۃ الانساب وغیرہ کتابوں سے حوالہ دیا جا چکا ہے۔ تو جب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۵۶۱ھ سے آپ کی ملاقات ۵۶۱ھ سے قبل ہی ثابت ہے تو ۷۱۶ھ کو آپ کی سن ولادت ماننا کیا معنی رکھتا ہے۔

یہ تو حق گوئی، حق بینی و حق اندیشی سے منہ چرانا ہے اور عقل و فکر کو منہ چڑھانا ہے۔

جناب اقدس شاہنشاہ مدار جہاں کی لقاء حضور غوث جیلانی سے ثابت ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی بات بھی بالکل رد ہو جاتی ہے جنہوں نے حضرت قطب المدار قدس سرہ کی سن ولادت ماہ عالم تاب سے ۵۹۰ھ نکالی ہے۔اس لئے کہ ۴۷۰ھ سے ۵۶۱ھ کے درمیان جب ان دونوں بزرگوں کی لقاء ثابت ہے تو ۲۱۶ھ اور ۵۹۰ھ میں ولادت تسلیم کرنا بالکل باطل اور غلط ہے۔ گلستان مسعودیہ کی اس عبارت سے بھی ۵۹۰ھ اور ۲۱۶ھ کی واضح طور پر رد ہوتی ہے۔چنانچہ شیخ عبدالرحمان چشتی متوفی ۱۰۹۴ھ صاحب مراۃ الاسرار رقم فرماتے ہیں کہ ”حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ قطبیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جب میرے پیرو مرشد مکہ معظمہ سے ہندوستان آکر اجمیر شریف مقیم ہوئے تب جا کر کافروں پر فتح نصیب ہوئی۔ حضرت سید اسلم غازی، حضرت سید اکرم غازی، حضرت سید صوفی غازی، حضرت سید ملک غوث غازی، حضرت سید محامد غازی یہی پانچوں پیر حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء شہیدان عظام کے مزارات کی زیارت کے خواستگار ہوئے ان پانچوں پیر کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے ایک ہفتہ مہمان رکھا آٹھویں دن خرقہ خلافت عطا کر کے حکم دیا کہ آپ لوگ اب بہرائچ شریف تشریف لے جائیں الغرض پانچوں پیر حضرت بختیار کاکی کی معیت میں بہرائچ شریف پہونچ گئے......(چند سطر بعد) اسی اثناء میں قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔زندہ شاہ مدار نے پانچوں پیر کو دیکھتے ہی فرمایا بہت دنوں کے بعد صدیقین کی خوشبو دماغ میں پہنچی ہے چند دنوں پانچوں پیر خدمت اقدس میں رہ کر راہ سلوک کے مدارج طے کرتے رہے خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد قدمبوس ہوئے حکم کے مطابق مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔(زیارت حرمین طیبین کیلئے ۶۱۵ھ میں گئے)

(مترجم گلستان مسعودیہ مولفہ شیخ عبدالرحمن چشتی علوی صفحہ ۱۳۔۱۶)

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ۶۱۵ھ سے پہلے ہی حضرت قطب المدار بہرا
شریف میں موجود تھے لہٰذا ۵۹۰ھ اور ۶۱۷ھ کو آپ کی سن ولادت ماننا بعید از قیا
ہے۔

۵۹۰ھ یا ۶۱۷ھ یا ۴۴۲ھ جو لوگ آپ کی سن ولادت مانتے ہیں ان
تردید کرامات مسعودیہ کی اس روایت سے ہو جاتی ہے۔

"سیدنا سکندر دیوانہ فرماتے ہیں کہ میں سلطان محمود غزنوی کی بدولت عمدہ عمدہ نفیر
کپڑے پہنتا رہا جب ۴۰۱ھ میں سلطان نے سید سالار ساہو کو جو کہ میرے حقیقی نانا ت
ایک زبردست فوج کے ساتھ قندھار سے مظفر خاں کی امداد کے لئے اجمیر بھیج دیا
اس وقت مظفر خان رائے بھیروں، رائے سوم کرپا، رائے سنگھ بھیر، رائے سوکن
رائے مہندر، رائے ماکھن، رائے جگن وغیرہ انتالیس راجاؤں کے نرغے میں محصو
تھا۔ میں اس وقت خاص سلطان کا اردلی تھا اور نانائے معظم حضرت سید سالار ساہو
غازی مجھ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ مجھے ان کی جدائی ہرگز گوارانہ ہوئی۔ گھر کا
انتظام ظہیر فرزانہ کو گیارہ سال کی عمر میں سپرد کر کے اور سلطان محمود غزنوی سے
اجازت لے کر حضرت سید سالار ساہو غازی کے ساتھ ٹھٹھ کے راستے اجمیر پہونچا۔
راستے میں حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے ملاقات ہوئی جیسے
ہی ان کی نظر حضرت سید سالار ساہو غازی پر پڑی فوراً کہا سید سالار مسعود غازی کے
باپ ادھر آؤ۔ میں یہ سن کر متعجب ہوا کہ یہ زندہ شاہ مدار کیا فرما رہے ہیں مگر سید سالار
ساہو کو اس کی آرزو ضرور ہے۔ غرضیکہ حضرت سید سالار ساہو غازی اس مقام سے
آگے بڑھے اور سب راجاؤں کو شکست دے کر کافروں سے مسلمانوں کو نجات دلائی۔ چند
اور صوبہ جات فتح کر کے سلطانی حکومت میں شامل کیا۔ جب ذرا اطمینان ہوا تو نانی
معظمہ مخدومہ حضرت ستر معلٰی کو غزنی سے ہندوستان بلوایا قدرت خدا سے ۴۰۵ھ
میں سید سالار ساہو غازی کے ایک فرزند آفتاب کی طرح روشن پیدا ہوا اسکا نام مسعود
رکھا گیا مفصل حال تواریخ محمودی میں درج ہے۔ میرا اعتقاد حضرت سید بدیع الدین

زندہ شاہ مدار کے ساتھ مضبوط ہوگیا اور ارادہ کیا کہ ان کے ساتھ چل کر فقیری اختیار کروں۔
ایک دن حضرت سید سالار ساہو غازی نے کچھ تحفے تحائف دے کر مجھے حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم آگے چلو میں بھی آتا ہوں۔ میں تو خدا سے یہی چاہتا تھا۔ فوراً تحفے لے کر حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پاس حاضر ہوا اور ان کے سامنے جاکر تحائف کو پیش کر دیا اور قدم چومے اور میں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت مجھے اپنے سلسلے میں داخل کر لیجئے۔ زندہ شاہ مدار نے کہا تم تو عمدہ عمدہ لباس پہنے ہو، عیش و عشرت میں زندگی بسر کر رہے ہو فقیری میں یہ آرام کہاں؟ میں نے سن کر اپنے سب کپڑے پھاڑ ڈالے، ستر چھپانے کے لئے ایک تہبند رکھ لیا اور سلسلۂ عالیہ مداریہ میں داخل ہوگیا۔ ایک روز بعد حضرت سید سالار ساہو غازی اپنے فرزند کو لے کر حاضر ہوئے اور زندہ شاہ مدار کے سامنے پیش کیا۔ مسعود کی آنکھ جیسے ہی حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار پر پڑی سلام کیلئے ہاتھ اٹھایا، زندہ شاہ مدار نے خیریت پوچھی آپ نے دائیں بائیں گردن ہلائی حضرت سید سالار ساہو نے آپ کو حضرت زندہ شاہ مدار کے قدموں پر ڈالنا چاہا تو آپ نے زور و شور سے رونا شروع کیا اور منہ آسمان کی جانب بلند کیا۔ ہرچند حضرت سید سالار ساہو غازی گردن ان کی پھیرنا چاہتے مگر بے سود رونا ان کا کم نہیں ہوتا تھا آخر حضرت زندہ شاہ مدار نے اٹھ کر گود میں لے لیا، ہاتھ پیروں کو چوما پیشانی پر بوسہ دیا اس وقت مسعود چپ ہوئے۔ حضرت زندہ شاہ مدار نے مسعود کو میری گود میں دیا اور یہ کہا کہ آج سے تو ہمیشہ اس کے ساتھ رہا کر اس کی مصاحبت سے تجھے شہادت کا رتبہ ملے گا اور میں آج سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت و خلافت سے تمہیں نواز رہا ہوں۔ میں نے حضرت زندہ شاہ مدار سے دریافت کیا حضرت یہ کیا معاملہ ہے کہ چھ مہینے کے بچے نے آپ کو سلام کیا۔ آپ کے خیریت کے سوال پر اس نے انکار کیا پھر جب آپ کے قدمبوس کرنا چاہا تو منہ پھیر لیا اور رونا شروع کیا اب آپ نے گود میں لے کر چومنا شروع کیا پھر اس وقت خود بخود چپ ہوگیا یہ سب کیا قصہ

ہے؟ حضرت زندہ شاہ مدار نے آہستہ سے میرے کان میں کہا اس کو چہ نہ سمجھ یہ مادر زاد ولی ہے۔ جب بالغ ہوگا کفر و شرک کا نشان مٹائے گا بتوں کے ناک کان ہاتھ پیر کاٹ کر بت پرستوں کو جہنم میں داخل کرے گا پہلے جو سلام کیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کو دیکھتے پہلے خود سلام کرتے آپ کی اولاد کی بھی یہی عادت تھی سالار مسعود غازی بھی اولاد علی سے ہیں لہٰذا ان کو میراث دادا کی کم سنی میں ہی ملی ہے۔ خیر و عافیت پوچھنے پر سر ہلانے کا مطلب یہ تھا کہ اسلام کی خیریت اپنی خیریت پر مقدم ہے۔ چاہتے ہیں جب کافروں کو مسلمان کریں اور جو شخص کلمہ طیبہ لاالہٰ الااللہ محمدرسول اللہ نہ پڑھے، اسکو تلوار سے موت کے گھاٹ اتاروں ہر ہر گاؤں میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا ڈنکا بجاؤں اور مسجدیں تعمیر کراؤں اس وقت البتہ خیریت ہے ورنہ خیریت کہاں؟ اور رونے اور منہ پھیر لینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لڑکا پیدائشی ولی ہے جب انیس سال کی عمر ہوگی اس وقت شہید ہوگا شہید کا درجہ عام ولیوں سے بڑا ہے اس کے چپ ہو جانے کا باعث یہ تھا کہ اس کے ہاتھ پیروں سے بہت نیک کام انجام پائیں گے اور جب میں نے ان جگہوں کو چوما تو ایک قسم کی خنکی اور مسرت اس کو محسوس ہوئی۔ اے اسلم میں نے یہ باتیں جب حضرت زندہ شاہ مدار سے سنیں اس وقت سے میں حضرت سید سالار مسعود غازی کی صورت کا ہزار جان سے عاشق ہو گیا یہاں تک کہ شہادت کے وقت بھی ایک لمحہ جدا نہیں ہوا ان کی مرضی اپنی خواہش پر مقدم رکھی۔

(کرامات مسعودیہ مترجم صفحہ ۲۵/۲۶/۲۷/۲۸)

نوٹ:- یہ کتاب بزبان عربی مولانا محمد ملیح اودھی کی تصنیف ہے مولانا محمد مسیح اودھی نے بزبان فارسی اس کا ترجمہ کیا اور مولانا الٰہی بخش نقشبندی نے اردو ترجمہ کیا طبع اول قومی کتب خانہ لکھنؤ ۱۲۹۶ھ طبع دوم مجاہد اعظم ہند پبلیکیشنز ۱۴۰۹ھ اس پورے واقعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۰۱ھ میں اجمیر شریف کے علاقہ میں موجود

تھے حضرت سید سالار ساہو غازی اور سید نا سکندر دیوانہ کو قطب المدار نے خلافت واجازت کی نعمت سے سرفراز فرمایااور سید نا سید سالار مسعود غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم سید نا سالار ساہو غازی رضی اللہ عنہ کو حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستفیض و مستفید ہونے کی تائید و توثیق تواریخ محمودی کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ نقل است از تواریخ محمودی کہ تصنیف ملا محمود غزنوی است کہ چوں ساہو سالار نزدیک اجمیر رسیدند برائے امداد مظفر خاں اجمیری برآب جو خیمہ نصب کردند و خدمت درویشے کبیر انش مستفیض گشتند و آنحضرت سید بدیع الدین مدار کہ خبر تولد شدن سالار مسعود غازی بزبان مبارک فرمودند کہ ھفت نام خود کہ ھفت آسمان ملائک بامر اللہ تعالیٰ تسبیح میکنند بساہو سالار برائے ترقی درجات و کفایت مہمات عطا فرمود آں اسمائے مبارکہ معظمہ مکرمہ انیست بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یازین اللہ یانجم اللہ یا مجمع اللہ یا فتح اللہ یاصبغۃ اللہ یا مرید اللہ یا بدیع اللہ

چنانچہ ملا محمود غزنوی کی تصنیف تواریخ محمودی سے نقل ہے کہ جب ساہو سالار مظفر خاں اجمیری کی امداد کیلئے اجمیر کے نزدیک پہونچے تو ایک تالاب کے پاس خیمہ نصب کیا اور ایک بڑے درویش کی خدمت سے فیضیاب ہوئے اور وہ درویش حضرت سید بدیع الدین قطب المدار تھے اپنی زبان مبارک سے سالار مسعود غازی کے پیدا ہونے کی بشارت دی ہے آپ نے اپنے وہ سات نام جو ساہو سالار کو ترقی درجات وکفایت مہمات کیلئے عطا فرمائے جن کے ذریعے ساتوں آسمانوں میں بحکم اللہ تعالیٰ فرشتے تسبیح کرتے ہیں نام یہ ہیں یازین اللہ، یانجم اللہ، یامجمع اللہ، یافتح اللہ، یاصبغۃ اللہ، یامرید اللہ، یابدیع اللہ

سرکار سرکاراں سید نا بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت تیسری صدی ہجری میں ہی صحیح ہے۔ دلائل و براہین اور شواہد قرائن اسی کی تائید کرتے ہیں چنانچہ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ احمد بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ آپ

اولیاء اللہ میں سے تھے حضرت قطب المدار کی صحبت میں رہے اور آپ خود بھی اق...
میں سے تھے حارث محاسبی و سری سقطی کے صحبت یافتہ تھے۔

(انوار الاذکیاء و ترجمہ تذکرۃ الاولیاء اردو صفحہ ...

تاریخ الاولیاء میں ہے کہ شیخ ابو العباس احمد بن محمد مسروق قدس ...
کنیت ابو العباس ہے اصل آپ کی طوس ہے لیکن سکونت آپ نے شہر بغداد ...
اختیار کی آپ استاد شیخ علی رودباری کے اور شاگرد حارث محاسبی قدس سرہ کے ...
اور سری سقطی اور محمد بن منصور و محمد بن الحسین قدست اسرار ہم کے ہم صحبت تھے
اور قطب المدار عالیہ قدس سرہ کے ساتھ بھی نہایت آپ کی ملاقات تھی آخر میں
آپ درجۂ قطبیت پر پہنچے۔

(تاریخ الاولیاء جلد اول صفحہ ۲۶۷)

آئینۂ نسب نامہ میں ہے کہ مصنف تاریخ الاولیاء نے جلد اول کے صفحہ ۲۶۷
میں لکھا ہے شیخ ابو العباس احمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید بدیع الدین
قطب المدار زندہ شاہ مدار کا زمانہ ایک تھا اور شیخ ابو العباس احمد بن مسروق رحمۃ اللہ
علیہ آپ کی خدمت میں اکیس سال تک رہے اور آپ ہی کی توجہ سے قطبیت کے
درجہ پر فائز ہوئے اور شیخ ابو العباس احمد بن مسروق کی وفات ۲۹۹ھ میں ہوئی اور
بغداد شریف میں ان کا مزار ہے۔ مصنف تذکرۃ الفقراء واسرار الواصلین نے ۶۷
پر تحریر کیا ہے کہ خواجہ بایزید بسطامی طیفور شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرقہ زندان صوف
حضرت سید نا بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اول
ہیں اور شوال المکرم ۲۵۹ھ میں بعد نماز مغرب بیت المقدس کے صحن میں حضرت
خواجہ بایزید بسطامی نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ (آئینۂ نسب نامہ ص ۴۱)

مذکورہ بالا روایتوں سے ثابت ہوا کہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدین
زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۹۹ھ سے قبل تیسری صدی ہجری میں پیدا
ہوئے اور حضرت احمد بن مسروق متوفی ۲۹۹ھ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت

مسعود احمد قلندری کاکوروی فرماتے ہیں کہ

تولدوے درسنہ ثلثمائۃ وقیل مائتین وخمسین بوددر موضع کہ سہ منزل از رودنیل زادگاہ وے است (فصول مسعودیہ ص ۱۸۰)

یعنی سرکارقطب المدار سیدبدیع الدین زندہ شاہ مدار ۳۰۰ھ یا ۲۵۰ھ میں دریائے نیل سے تین میل کے فاصلے پر (شہر حلب) میں پیدا ہوئے۔

چونکہ سرکار مدار پاک حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ ہیں ۲۵۹ھ میں آپ صحن مسجد اقصیٰ میں بایزید پاک سے مرید ہوئے اس لئے ۳۰۰ھ میں آپ کی ولادت ماننا بعید از قیاس ہے۔

جو بزرگان دین نسبت مداریت سے مالامال ہوکر سلسلۂ مداریت سے منسلک ہیں یا فیضان مداریت سے مستفیض ہوکر راہ سلوک کے مدارج طے کئے ہیں ان سب نے اپنا اپنا شجرہ مداریہ نقل فرمایا ہے اور ہر شجرہ میں پانچ چھ واسطوں سے مدار پاک کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچتا ہے اور اکثر و بیشتر شجرات میں سلطان بایزید بسطامی عرف طیفور شامی اور سیدنا عبد اللہ شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے شیخ بتائے گئے ہیں۔

فضل مسعودیہ میں ہے..

دربیان پیران سلسلۂ مداریہ قدست اسرارہم بدانکہ پیر اول حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پیر دوم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پیر سوم حضرت شاہ عبدالعزیز مکی قدس سرہ احوال ایشاں در سلسلۂ قادریہ مذکورہ شد، پیر چہارم حضرت شاہ امین الدین شامی، پیر پنجم حضرت شاہ طیفور شامی

پیران سلسلۂ مداریہ قدست اسرارہم کے بیان میں توجان لے کہ اس سلسلے کے پیر اول سید المرسلین خاتم الانبیاء ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں پیر دوم حضرت حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیر سوم حضرت شاہ عبدالعزیز عبداللہ علمبردار مکی ہیں پیر چہارم حضرت شاہ امین الدین شامی ہیں پیر پنجم

عرف بایزید بسطامی قدس سرہ احوال ایشاں در سلسلۂ طیفوریہ مذکورہ شد، پیر ششم حضرت قطب المدار بدیع الدین عرف شاہ مدار قدس سرہ۔ (فصول مسعودیہ ص ۱۸۰ حضرت مسعود احمد قلندری)

حضرت شاہ طیفور عرف ابویزید بسطامی قدس سرہ ہیں جن کے احوال سلسلۂ طیفوریہ کے بیان میں مذکور ہیں پیر ششم حضرت قطب المدار بدیع الدین عرف شاہ مدار قدس سرہ ہیں

اس شجرہ مبارکہ میں سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پیرو مرشد حضرت خواجہ سلطان بایزید بسطامی عرف طیفور شامی ہیں۔ تذکرۃ الفقراء میں ہے:

دوسرا خانوادہ طیفوریہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ سے جاری ہوا آپ نے کئی خلیفہ کئے ایک تو حضرت شیخ مسعود خرقہ شکریار دوسرے خلیفہ شیخ ابراہیم خرقہ خشت بار تیسرے شیخ محمود ہزار میخی چوتھے شاہ عبداللہ مکی علمبردار پانچویں شاہ احمد خرقہ زندان صوف یعنی حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ یہ سب حضرات طیفوریہ کہلاتے ہیں۔ وفات طیفور شامی کی ۱۴ ار شعبان ۲۶۱ھ میں ہوئی مزار پر انوار بسطام میں ہے۔

(تذکرۃ الفقراء ص ۱۶ احمد اختر گورگانی)

مفتاح التواریخ میں ہے کہ

لقب او بدیع الدین است۔ مرید شیخ طیفور بسطامی است ہر گز جاں او سوختن نشوری و با خلق ہنا مختی... بسلسلۂ مداریہ باو سر آغاز است خوابگاہ او مکن پور است۔
(مفتاح التواریخ ص ۱۱۵ منشی دانشور مطبوع نول کشور)

یعنی زندہ شاہ مدار کا لقب بدیع الدین ہے شیخ محمد طیفور بسطامی بایزید بسطامی کے مرید ہیں آپ کا لباس کبھی میلا اور پرانا نہیں ہوا آپ ہی سے سلسلۂ مداریہ کا آغاز ہے آپ کی خوابگاہ مکن پور میں ہے۔

شاہ حبیب اللہ قنوجی نے مناقب اولیاء میں لکھا ہے کہ:

شاہ کونین شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ پدرش

کہ شاہ کونین شاہ بدیع الدین قدس سرہ

علی حلبی است۔ از خود سالی قلب گذاشتہ بصحبت فقرا افتاد ودرے توجہ بانواع ریاضت نہاد وبخدمت طیفور شامی بایزید بسطامی قدس سرہ استفادہ پذیرفت۔

(بحوالہ فصول مسعودیہ ص ۸۰) کلیات امدادیہ میں ہے:

کے والد گرامی کا نام علی حلبی ہے حضرت مدار پاک نے بچپن میں ہی (جب آپ کی عمر ۱۵ سال کی تھی) حلب چھوڑ کر فقیروں کی صحبت میں چلے گئے اور ان میں رہ کر قسم قسم کی عبادت اور ریاضت کی اور طیفور شامی بایزید بسطامی قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر استفادہ کیا۔

ونیز حضرت مجدد را اجازت بیعت طریق چشتیہ وقادریہ وسہروردیہ، کبرویہ، مداریہ و قلندریہ از مرشد خود شیخ عبدالاحد وایشاں را از مرشد خود شیخ رکن الدین گنگوہی وایشاں را از عبدالقدوس (۱) گنگوہی تا سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سلسلہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، کبریہ، مداریہ اور قلندریہ کی اجازت وبیعت لینے مرشد والا شیخ عبدالاحد سے اور ان کو اپنے مرشد رکن الدین سے اور ان کو اپنے مرشد عبدالقدوس گنگوہی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک

کلیات امدادیہ میں صفحہ ۷۴ اور اس کے حاشیہ پر درج ہے:

کہ نیز حضرت اجمل را اجازت طریقہ مداریہ از امام ایں طریقہ شیخ بدیع الدین شاہ مدار بلاواسطہ رسیدہ وایشاں را از طیفور شامی از یمین الدین شامی از عین الدین شامی از حضرت عبداللہ علمبردار از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم

(کلیات ص ۷۴ حاشیہ نمبر ۴)

یعنی نیز سید اجمل بہرائچی کو طریقہ مداریہ کی اجازت اس سلسلے کے امام شیخ بدیع الدین شاہ مدار سے بلاواسطہ پہنچی ہے اور ان کو طیفور شامی بایزید بسطامی سے اور ان کو یمین الدین شامی سے اور ان کو عین الدین شامی سے اور ان کو عبداللہ علمبردار سے اور ان کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے

نوٹ: عبدالقدوس گنگوہی کے پیر شیخ درویش اودھی ہیں اور ان کے پیر شیخ بڈھن بہرائچی ہیں اور ان کے پیر سید اجمل بہرائچی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کی نسبت مداریہ کی تصدیق سلسلہ نقشبندیہ کی متعدد کتابوں سے ہوتی ہے بلکہ مکتوبات میں بھی آپ کی سوانح عمری کے کالم میں آپ کا سلسلہ مداریہ مع شجرہ درج ہے چنانچہ الجنۃ العلمیہ چنچل گوڑہ حیدر آباد سے مطبوعہ مکتوبات امام ربانی دفتر اول کے جواہر مجددیہ حصہ دوم صفحہ ۶۰ پر آپ کا شجرہ مداریہ اس طرح درج ہے بعد نام سید اجمل کے شاہ بدیع الدین قطب المدار شیخ طیفور شامی شاہ یمین الدین شامی یمین الدین شامی عبداللہ علمبر دار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ (بہر دو واسطہ) رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر کے بھائی داراشکوہ قادری تحریر کرتے ہیں۔ حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار آپ کا لقب تھا شیخ محمد طیفور شامی کے مریدین میں سے ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء صفحہ ۲۳۶ داراشکوہ)

ان سارے شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پیر و مرشد سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہ السامی ہیں سرکار قطب المدار نے آپ کی خدمت سے استفادہ کیا اور صحبت بابرکت میں رہ کر بیعت و خلافت کا شرف حاصل کیا۔

اس کی تائید و توضیح میں کچھ مشہور مشائخ کے شجرات نقل کئے جا رہے ہیں جن سے مدار پاک کے بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ سے شرف بیعت و خلافت کا مسئلہ روز روشن کی طرح عیاں ہے

شجرہ عالیہ مداریہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب۔ شیخ خواجہ حسن بصری۔ شیخ خواجہ حبیب عجمی۔ شیخ بایزید بسطامی۔ شیخ الوقت بدیع الدین مدار۔ شیخ محمد حسام الدین سلامتی۔ شیخ ہدایت اللہ سرمست۔ حاجی حضور۔ حاجی ظہور۔ شیخ محمد گوالیاری۔ شیخ وجیہ الدین گجراتی۔ شیخ سید صبغۃ اللہ۔ شیخ محمد شناوی۔ شیخ

احمد قشاشی۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ ابوطاہر مدنی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

(مقالات طریقت صفحہ ۱۸۸ مولانا عبدالقیوم مظاہری)

شجرۂ عالیہ مداریہ محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی

محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شیخ ابوطاہر مدنی سے ان کو شیخ ابراہیم سے ان کو شیخ احمد قشاشی سے ان کو شیخ محمد شناوی سے ان کو شیخ صبغۃ اللہ سے ان کو وجیہ الدین گجراتی سے ان کو محمد غوث گوالیاری متوفی ۹۷۰ھ سے ان کو شیخ ظہور حاجی حضور سے ان کو ہدایت اللہ سرمست سے ان کو شیخ مدار سے ان کو شیخ بایزید بسطامی سے

(مقالات طریقت معروف بہ فضائل عزیزیہ صفحہ ۱۸۷ مرتبہ محمد عبدالرحیم صاحب ضیاء)

شجرۂ عالیہ مداریہ مولانا احمد حسن مدرس مدرسہ اسلامیہ واقع کانپور مرید وخلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

مولانا احمد حسن۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔ حضرت مولوی میاں جیو نور محمد تھانوی۔ حضرت شیخ المشائخ حاجی عبدالرحیم ولائتی۔ حضرت شاہ عبدالباری امروہوی۔ حضرت شاہ عبدالہادی۔ حضرت شاہ عضدالدین۔ حضرت شاہ محمد مکی۔ حضرت شاہ محمدی۔ حضرت شاہ محب اللہ الہ آبادی۔ حضرت شیخ ابوسعید۔ حضرت شیخ نظام الدین۔ حضرت شیخ جلال الدین۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی حضرت بڈھن بہرائچی۔ حضرت سید اجمل بہرائچی۔ حضرت امام الطریقت برہان الحقیقت سید بدیع الدین قطب المدار قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت طیفور شامی۔ حضرت عین الدین شامی۔ حضرت یمین الدین شامی۔ حضرت عبداللہ علمبردار۔ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

(نقل از تذکرۃ المتقین جلد دوم صفحہ ۱۱۷)

شجرۂ عالیہ مداریہ مولانا فضل الرحمان گنج مرادآبادی

مولانا فضل الرحمان شاہ محمد آفاق سے ان کو خواجہ ضیاء الدین سے ان کو خواجہ محمد زبیر سے ان کو حجۃ اللہ نقشبند ثانی سے ان کو خواجہ محمد معصوم سے ان کو حضرت امام ربانی

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی سے ان کو اپنے والد ماجد شیخ عبد الاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبد القدوس گنگوہی سے ان کو درویش اودھی سے ان کو بڈھن بہرائچی سے ان کو سید اجمل بہرائچی سے ان کو بدیع الملت والدین قطب المدار حمن پوری سے ان کو طیفور شامی بایزید بسطامی سے

(بحوالہ تذکرۃ المتقین حصہ دوم صفحہ ۱۷۱)

سلسلۂ عالیہ بدیعیہ مداریہ محمد شیر میاں پیلی بھیتی

حضرت شاہ محمد شیر میاں۔ حضرت احمد علی شاہ۔ حضرت درگاہی شاہ رامپوری۔ حضرت شاہ جمال اللہ رامپوری۔ حضرت قطب الدین۔ حضرت خواجہ زبیر۔ حضرت محمد نقش بند۔ حضرت خواجہ معصوم۔ حضرت شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی۔ حضرت شیخ عبد الاحد۔ شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی۔ سید بڈھن بہرائچی۔ حضرت سید شاہ اجمل بہرائچی۔ حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین

(جواہر ہدایت عبد القدیر میاں تذکرۃ المتقین دوم صفحہ ۱۷۲)

سلسلۂ عالیہ مداریہ حضرت امیر اللہ صفی پوری

حضرت شاہ امیر اللہ صفوی۔ حضرت شاہ حفیظ اللہ۔ حضرت شاہ محمدی عرف غلام پیر۔ حضرت شاہ انعام۔ حضرت شاہ عبد اللہ۔ حضرت شاہ محمد شریف عرف بھولن۔ حضرت شاہ زاہد۔ حضرت شیخ عبد الواحد۔ حضرت شاہ عبد الرحمان۔ حضرت شاہ اکرم۔ حضرت شاہ بندگی مبارک۔ حضرت شاہ مخدوم صفی۔ حضرت مخدوم شیخ سعد اللہ۔ حضرت سید بڈھن بہرائچی۔ سید اجمل بہرائچی۔ حضرت مخدوم سید بدیع الدین قطب المدار۔ خواجہ بایزید بسطامی۔

دیگر شجرۂ عالیہ مداریہ صاحبان صفی پور (شجرۂ دیگر)

حضرت احمد گرگانی مؤلف تذکرۃ الفقراء۔ حضرت مرزا روشن بخت گرگانی۔ حضرت سید محمد دہلوی۔ حضرت سید شاہ فتح علی دہلوی۔ سید عیوض خاں شہید۔ سید عبد الکریم

محقق۔ حضرت سید شاہ تاج۔ سید شرف الدین۔ شاہ مصطفیٰ صوفی۔ شاہ داؤد عارف بندگی۔ شاہ پیرن۔ سلطان شیخ حامد منجھن گوشہ نشین۔ خواجہ داؤد۔ سید صدر الدین سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ سید بدیع الدین شاہ مدار۔ حضرت طیفور شامی۔ خواجہ حبیب عجمی۔

(تذکرۃ الفقراء و تذکرۃ المتقین حصہ دوم صفحہ ۱۷۲، ۱۷۳)

شجرۂ عالیہ مداریہ سید علی نقی بانگر موی ابن مہدی علی شاہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ حضرت علی مشکل کشا۔ حضرت خواجہ حسن بصری۔ حضرت خواجہ حبیب عجمی۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی۔ حضرت خواجہ سید بدیع الدین مدار ابن علی حلبی۔ حضرت شاہ درویش محمد بانوار مدار ثانی۔ حضرت سید شاہ حاجی عنایت اللہ سرمست۔ حضرت بندگی شاہ عظمت اللہ اکبر آبادی۔ حضرت شاہ نصیر الدین۔ محمود بانوار۔ حضرت عشق اللہ شاہ۔ حضرت شاہ اہل اللہ۔ حضرت میر سید شاہ یٰسین۔ حضرت سید مہدی علی شاہ۔ سید شاہ علی نقی بانگر موی۔

(نقل از تذکرۃ المتقین حصہ دوم صفحہ ۱۶۵، ۱۶۶)

ان مذکورہ شجرات سے بھی واضح ہو گیا کہ سرکار سرکاراں حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر و مرشد سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی ہیں اور حضرت سلطان العارفین اور ~~حضرت سلطان العارفین~~ کی سن وفات بقول راجح ۲۶۱ھ ہے اور قطب المدار کے اکثر سوانح نگار یہ لکھتے ہوئے چلے آئے ہیں کہ سولہ سال کی عمر میں مسجد اقصیٰ کے صحن میں ۲۵۹ھ میں سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ عنہ سے آپ مرید ہوئے اور ~~دو سال~~ آخر ~~عمر~~ تک مرشد برحق کی معیت میں رہ کر نعمات و عرفان سے مستفیض و مستفید ہوتے رہے اسلئے دو سو بیالیس ہجری "صاحب عالم" ۲۴۲ھ ہی کو آپ کی سن ولادت ماننا صحیح اور راجح اور مدلل و مبرھن قول ہے۔

جن حضرات نے ۸۶ھ، ۱۸۲ھ یا ۳۰۰ھ یا ۲۴۲ھ سن ولادت قطب

المدار تحریر کیا ہے ان کا قول مرجوح شواہد و قرائن کے خلاف ہے اور غیر محقق ہے
اکثر سوانح نگاروں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ پانچ چھ واسطوں سے آپ کا سلسلہ سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچتا ہے۔ چنانچہ اخبار الاخیار میں ہے:

شاہ بدیع الدین مدار عجائب احوال و غرائب اطوار وے
نقل می کنند گویند کہ وے در مقام
صمدیت کہ از مقامات سالکان است بود تا دو
از دہ سال طعام نخوردہ ولباسے کہ یکبار
پوشیدہ بار دیگر احتیاج تجدید غسل اونہ
شد واکثر اوقات برقعہ بر رو کشیدہ بودے
گویند ہرکرا نظر بر جمال او افتادی بے اختیار
سجود کردی سلسلۂ او بہ سبب کبر سن یا بجہتے دیگر
بہ پنج وشش واسطہ بحضرت رسالتمآب صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم پیوندد
(اخبار الاخیار محدث حق عبدالحق دہلوی)

یعنی شاہ بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ علیہ لوگ
آپ کے عجیب وغریب حالات بیان کرتے
ہیں کہتے ہیں کہ آپ مقام صمدیت میں
تھے اکثر اوقات چہرہ پر نقاب ڈالے رہتے
تھے جس کی نظر پڑ جاتی وہ بے اختیار ہوکر
سجدہ کرتا کہتے ہیں کہ درازی عمر کی وجہ
سے یا کسی اور وجہ سے پانچ چھ واسطوں
کے ذریعہ آپ کا سلسلہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچتا ہے۔
(اخبار الاخیار اردو صفحہ ۲۹۲)

طبقات شاہجہانی میں ہے کہ

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ سال
ہشت صدی ہجری آخری سلطنت شاہ
گیتی ستاں صاحب قراں پیش از وفات امیر
تیمور گورگاں بہفت سال انتقال نمودہ احوال
و مقامات وے عجیب وغریب است عمر
طویل یافتہ سلسلۂ خلافش جہاں واسطہ
بصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرسد وے
ایں سلسلہ بجہت وسائط اقرب سلاسل در

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ نے
شاہ گیتی ستاں صاحب قراں کے آخری
دور حکومت میں امیر تیمور گورگاں کی وفات
سے سات سال قبل اس جہان فانی سے پردہ
فرمایا۔ آپ کے احوال ومقامات عجیب و
غریب ہیں۔ طویل عمر پائی۔ آپ کی
خلافت کا سلسلہ چار واسطوں سے سیدنا
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے
دوسرے سلسلوں کی بہ نسبت آپ کا سلسلہ

کشف واشراق بر دلہا و ادراک معانی بغایت مرتبہ اعلیٰ دارد وہر کہ او را دیدی بے اختیار سجدہ کردے بجہت انوار الٰہی کہ در جبہ وے تاباں بود ہمیشہ برقعہ پوشیدہ وے مگر روز بار عام کہ نقاب از چہرہ بر انداختے آں روز ہر کرا ہر چہ مشکل بودے پیش وے آوردے وے حل مشکلات خود نمودے احیائے اموات وعدم اکل وشرب وسپیدی جامہائے بے شست وشوئے کا ذراز جملہ کرامات وے بود او را خلفائے نامدار واصحاب کرام بسیار بودند ہمہ بظاہر شریعت آراستہ"
(طبقات شاہجہانی)

قریب تر وسائط کی وجہ سے دلوں پر کشف واشراق اور ادراک معانی حقیقت کے باب میں نہایت اعلیٰ مرتبہ رکھتا ہے۔ جو کوئی آپ کو دیکھتا بے اختیار سجدہ کرتا۔ ان انوار الٰہیہ کے سبب جو آپ کی پیشانی میں تاباں تھے۔ مگر بار عام کے دن نقاب چہرہ سے اٹھادیتے اس دن جس کسی کو جو بھی مشکل پیش ہوتی آپ اس کا حل فرماتے مردوں کو زندہ کرنا، کھانے پینے سے بے نیاز رہنا بغیر دھوبی کے دھوئے کپڑوں کا سفید وصاف رہنا آپ کی جملہ کرامات میں سے ہے۔ آپ کے خلفائے نامدار واصحاب کرام کثیر تعداد میں ہوئے جو سبھی ظاہر شریعت سے آراستہ تھے۔

سفینۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت سید بدیع الدین کا لقب شاہ مدار ہے شیخ محمد طیفور شامی کے مرید ہیں آپ کی نسبت وارادت یا توجہ کبر سنی یا کسی دوسری بنا پر پانچ چھ واسطوں سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ آپ سے عجیب وغریب کرامات اور حالات مشاہدے میں آئے ہیں۔ حضرت شاہ مدار کا درجہ اور مرتبہ بہت بلند ہے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کہتے ہیں کہ بارہ سال تک آپ نے کچھ نہیں کھایا جو کپڑے ایک مرتبہ پہن لئے پھر ان کو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہ پیش آئی ہمیشہ صاف اور پاک رہتے۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ آپ مقام صمدیت پر فائز تھے یہ سالکوں کا مقام ہے اور حق تعالیٰ نے آپ کو وہ حسن وجمال عطا فرمایا تھا کہ جو آپ کو دیکھتا سجدہ میں گر جاتا۔ اس لئے ہمیشہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے۔ آپ کی وفات ۸۴۰ھ کو ہوئی۔ صحیح ۸۳۸ھ مزار مکن پور میں واقع ہے جو قنوج کے

مضافات میں ایک موضع ہے۔ ہر سال جمادی الاول کے مہینے میں (۱۶ اور ۱۷ ار جمادی الاول) میں آپ کا عرس ہوتا ہے جس میں پانچ چھ لاکھ آدمی شریک ہوتے ہیں اور اطراف وجوانب ہندوستان سے روضہ شریف کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں اور نذرانے پیش کرتے ہیں اور آج بھی عجیب عجیب واقعات دیکھنے میں آتے ہیں اہل ہندوستان کے چار حصوں میں سے دو حصہ وضیع وشریف تو حضرت غوث اعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کے مرید ہیں اور اشراف زیادہ تر ایک حصہ شاہ مدار کے مرید ہیں اور ادنیٰ درجہ کے بیشتر اور نصف حصہ خواجہ معین الدین چشتی کے مرید ہیں اور بقیہ نصف حصہ مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی قدس اللہ اسرارہم کے مرید ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء صفحہ ۲۳۶ شنزادہ داراشکوہ قادری برادر شہنشاہ اورنگ زیب ترجمہ محمد علی لطفی)

تذکرۃ الکرام میں ہے کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے کہتے ہیں کہ وہ بظاہر کچھ نہیں کھاتے تھے اور نہ ان کا کپڑا کبھی میلا ہوتا تھا اور نہ اس پر کبھی مکھی بیٹھتی تھی اور ان کے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا۔ نہایت حسین اور جمیل تھے۔ چاروں کتاب سماوی کے حافظ اور عالم تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کی عمر چار سو برس سے زائد تھی واللہ اعلم اور تمام دنیا کا سفر انہوں نے بھی کیا تھا اور اپنے وقت کے قطب المدار تھے اس لئے لوگ شاہ مدار کہتے ہیں۔ ان سے مخدوم حسین نوشۂ توحید نے حسب وصیت مخدوم شرف الدین بہاری اپنے پیر کی کتاب عوارف پڑھی تھی اور فیضیاب ہوئے آپ کے مرید اور خلفاء بہت ہیں۔

(تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام صفحہ ۴۹۲ مصنف مولانا سید شاہ محمد کبیر ابوالعلا)

اخبار الاخیار، طبقات شاہجہانی اور سفینۃ الاولیاء کی مذکورہ عبارتوں سے واضح ہے کہ سرکار سرکاراں سید نا بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ارادت وخلافت بوجہ کبرسنی یا کسی دوسری بناء پر پانچ چھ واسطوں سے جناب رسالتماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے اور اقل وسائط واقرب سلاسل ہونے کی وجہ سے قلوب سالکین وعلمائے مومنین پر کشف واشراق میں نہایت مرتبہ اعلیٰ وافضل

رکھتی ہے اور یہ قلت وسائط سلطان المفردین کی طویل العمری کا پتہ دیتی ہے اور قربت نبوی کی طرف مشیر ہے۔

حضرت مدار پاک قدس سرہ کو نہ صرف سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہ النورانی سے بیعت و خلافت حاصل ہے بلکہ دوسرے مشائخ نے بھی آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا ہے۔ ان مشائخ کے شجرات میں بھی مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف چار پانچ واسطے آتے ہیں۔ چنانچہ فاضل بریلوی کے پیر و مرشد سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب برکاتی مارہروی قدس سرہ اپنا شجرہ عالیہ مداریہ نقل کرتے ہیں جس میں مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف چار واسطے ہیں۔ فرماتے ہیں

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ والہ وصحبہ اجمعین امابعد فیقول الفقیر ابوالحسن عفی عنہ اجازنی بالسلسلۃ البدیعیۃ المداریۃ جدی ومرشدی السید آل رسول الاحمدی قدس سرہ عن الحضرۃ اچھے میاں صاحب عن ابیہ السید حمزۃ میاں عن جدہ السید آل محمد صاحب عن صاحب البرکات المارہروی عن السید فضل اللہ الکالفوی عن ابیہ السید احمد عن جدہ السید محمد صاحب عن جمال الاولیاء عن الشیخ قیام الدین عن الشیخ قطب الدین عن السید جلال عبدالقادر عن السید مبارک عن السید اجمل عن العارف الاجل الکامل الاکمل مولانا بدیع

تمام تعریفیں اللہ کیلئے جو عالمین کا رب ہے درود و سلام اللہ تعالیٰ کے رسول اور ان کی تمام آل واصحاب پر، بعد درود و سلام کے فقیر ابوالحسن عفی عنہ کہتا ہے کہ مجھے سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ کی اجازت میرے دادا اور مرشد سید آل رسول احمدی قدس سرہ نے دی ان کو حضرت اچھے میاں صاحب نے ان کو ان کے والد سید حمزہ میاں نے ان کو ان کے دادا سید آل محمد صاحب نے ان کو صاحب برکات مارہروی نے ان کو سید فضل اللہ کالپوی نے ان کو ان کے والد سید احمد نے ان کو ان کے دادا سید محمد صاحب نے ان کو جمال الاولیاء نے ان کو شیخ قیام الدین نے ان کو شیخ قطب الدین نے ان کو سید جلال عبدالقادر نے ان

الحق والدین المدار المکنفوری عن محمد عبداللہ الشامی عن شیخ امین الدین عن امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

(النور والبھاء مطبوعہ وکٹوریہ پریس بدایوں صفحہ ۲۷ ابوالحسن احمد نوری میاں مارہروی)

اس شجرہ عالیہ مداریہ میں بھی مدار پاک سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ

کو سید مبارک نے ان کو سید اجمل (بہرائچی) نے دی اور ان کو عارف اجل کامل اکمل مولانا بدیع الحق والدین مدار مکنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دی ان کو شیخ عبداللہ شامی نے ان کو شیخ عبدالاول نے ان کو شیخ امین الدین نے ان کو امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی اور ان کو سید المرسلین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت وخلافت سے نوازا۔

تعالیٰ عنہ اور صاحب لولاک احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف چار واسطے ہیں۔ شیخ عبداللہ شامی شیخ عبدالاول شیخ امین الدین شامی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی طرح مولوی سلامت اللہ مرید وخلیفہ شاہ اچھے میاں صاحب کا شجرہ مداریہ حضرت شاہ اچھے میاں صاحب مارہروی سے آگے آخر سند تک تحریر کیا گیا ہے۔

اور مولانا عبدالقادر بدایونی جو مرید وخلیفہ مولانا فضل رسول کے ہیں اور وہ مرید وخلیفہ شاہ عبدالمجید کے ہیں اور وہ مرید وخلیفہ شاہ اچھے میاں مارہروی کے ہیں ان کا شجرۂ مداریہ بھی اسی سند کے ساتھ مرقوم ہے۔

(تذکرۃ المتقین)

اور مولانا علی احمد محمود اللہ شاہ ابوبکر صدیقی مورخ بدایونی کا شجرۂ مداریہ اشجار البرکات میں اسی سند کے ساتھ اس طرح مرقوم ہے۔

خادم الفقراء علی احمد محمود اللہ شاہ ابوبکر صدیقی مورخ بدایونی مخدوم الفقراء امام الصدیقین سیدنا مولانا شاہ محمد دلدار علی بدایونی سید شاہ فضل غوث بریلوی سید آل احمد اچھے میاں مارہروی سید شاہ حمزہ سید شاہ آل محمد سید شاہ برکت اللہ سید شاہ فضل اللہ

سید احمد سید محمد شیخ جمال اولیاء شیخ قیام الدین شیخ قطب الدین سید جلال عبد القادر سید مبارک سید اجمل شاہ بدیع الدین مدار شیخ عبد اللہ شامی شیخ عبد الاول شیخ امین الدین امیر المومنین حضرت علی جناب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(اشجار البرکات ص ۷ مولف مولانا علی احمد محمود اللہ شاہ)

اسی طرح سید امیر احمد دائی پوری خلیفہ سید شاہ خیرات علی شاہ کالپوی نے اپنا شجرہ عالیہ مداریہ اولیہ اپنی کتاب منہاج الطریقۃ میں اس طرح نقل کیا ہے

اجازت از حافظ سلطان احمد شاہ خیرات علی عن ابیہ سید حسین علی ومعہ عن ابیہ حضرت شاہ احمد سعید ھو عن ابیہ حضرت شاہ سلطان ابو سعید وھو عن ابیہ حضرت شاہ فضل اللہ وھو عن ابیہ سید احمد وھو عن ابیہ قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد وھو مجاز عن حضرت شاہ جمال اولیاء وھو عن سید قیام الدین ھو مجاز عن شیخ قطب الدین وھو مجاز سید السادات سید جلال الدین عبد القادر وھو مجاز عن سید المبارک وھو مجاز۔ عن سید السادات اجمل وھو مجاز عن شیخ المشائخ حضرت سید شاہ بدیع الدین الملقب بقطب المدار شاہ مدار وھو مجاز عن عبد اللہ شامی وھو مجاز عن شیخ عبد الاول وھو مجاز عن شیخ امین الدین وھو مجاز عن شمس المشارق والمغارب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وھو مجاز عن ختم الانبیاء احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

(منہاج الطریقۃ)

ان سبھی شجرات طیبات میں سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فخر موجودات احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف چار واسطے مذکور ہیں جس سے حضرت مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل عمری کا پتہ ملتا ہے اور آپ کے ۲۴۲ھ میں پیدا ہونے کی طرف سچی رہنمائی ہو رہی ہے اس لئے ۲۴۲ھ کو ہی آپ کی سن ولادت ماننا صحیح، درست اور قول فیصل ہے۔

اسی پر جمہور اصحاب سیر کا اتفاق ہے اس کے علاوہ دوسری تاریخیں غیر صحیح بے ثبوت اور شواہد ودلائل کے خلاف ہیں۔

چونکہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک کافی طویل ہے ۵۹۶ سال کی عمر مقدس کرامت ہی کرامت ہے اس طویل مدت میں سیکڑوں ہزاروں مشائخ سے آپ کی ملاقات امر یقینی ہے آپ کو مذکورہ مشائخ کے علاوہ بعض دیگر مشائخ نے بھی اعزازی طور سے اپنی اجازت و خلافت سے نوازا ہے لیکن ان اجازت ناموں کی وجہ سے حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ النورانی اور شیخ عبد اللہ شامی قدس سرہ السامی کی اجازت و خلافت کا انکار سچے حقائق سے روگردانی کرنا ہے اور سیکڑوں مستند مشائخ کی تکذیب ہے۔

"سلسلۃ المشائخ" کی یہ عبارت اہل فہم کے لئے بصیرت بخش اور عبرت آموز ہے

فصل در بیان سلسلۂ مداریہ کہ آں شہباز باغ انس و آں بلند پرواز ریاض قدس و آں نسخۂ جامع اسرار عالم صفات و آں لمع لامع انوار عالم ذات و آں غواص بحر معانی صاحب اقتداء شیخ بدیع الدین ملقب بحضرت شاہ مدار قدس اللہ سرہ العزیز کہ سلسلۂ مداریہ ازاں دولت مند بظہور آمد مردے بود از رجال اللہ تعالیٰ علم ظاہری و باطنی بر کمال داشت۔ و در باب ریاضات و مجاہدات بے نظیر بود در اتباع سنن بے ہمتا آوردہ اند کہ درایام اوائل سیاح بود از سیاحان حقیقی خضرے بود معنوی کہ مجمع بحرین حقیقی و مجازی را پیمود در اسفار خویش بسیار مشائخ را دیدہ بود و خدمت کردو از ایشاں فیض و خلافت یافتہ

یہ فصل سلسلۂ مداریہ کے بیان میں ہے جو اس شہباز باغ انس، بلند پرواز ریاض قدس نسخۂ جامع اسرار عالم صفات، لمعۂ لامع انوار عالم ذات، غواص بحر معانی صاحب اقتداء شیخ بدیع الدین ملقب بہ حضرت شاہ مدار قدس سرہ العزیز سے ظہور پذیر ہوا ہے آپ رجال اللہ میں سے ایک رجل کامل تھے علم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا، ریاضات و مجاہدات کے باب میں بے نظیر اور اتباع سنت میں بے مثل تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اوائل عمری میں ہی آپ سیاحان حقیقی کی صف میں جا ملے تھے آپ خضر معنوی تھے کہ مجمع بحرین حقیقی و معنوی کو آپ نے طے کر لیا تھا۔ اپنے سفروں میں بہت سے مشائخ کرام کی زیارت کی اور خدمت بجالائے اور ان سے فیض و خلافت حاصل کیا۔ آپ کی

اما نسبت ارادت ایشاں بحضرت بحر الحقائق والمعانی الشیخ طیفور شامی درست بود ایشاں رابعد ارادت بسیار خدمت کردہ بود آخر ایام شیخ طیفور خلافت دادہ مسند اقتداء وارشاد مسلم فرمود............ پس حضرت زندہ شاہ مدار اگرچہ خلافت واجازت از بسیار مشائخ کرام یافتہ بودند اما در شجرۂ ارادت خویش ایں سندرا اختیار کردند کہ دریں سند وسائط قلیل اندو بہ فیض اقرب است من حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (انتہی)

ارادت کی نسبت بحر الحقائق والمعانی شیخ بایزید بسطامی عرف طیفور شامی سے درست ہے آخر ایام میں شیخ طیفور شامی نے آپ کو خلافت دیکر مسند اقتداء وارشاد آپ کے سپرد فرمایا۔ شیخ طیفور شامی شیخ یمین الدین شامی کے خلیفہ تھے۔ پس حضرت زندہ شاہ مدار نے اگرچہ بہت سارے مشائخ کرام سے اجازت و خلافت حاصل کی ہے لیکن اپنے شجرۂ ارادت میں اس سند کو اختیار فرمایا ہے کیونکہ اس سند میں وسائط قلیل ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فیض میں قریب تر ہے۔ (سلسلۃ المشائخ)

سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات وسوانح جستہ جستہ یا اجتماعی طور سے سیکڑوں کتب مطبوعہ ومتداولہ میں محفوظ ہیں۔ ان سب کے ذکر کیلئے ایک دفتر درکار ہے ان ساری کتابوں میں سلطان بایزید بسطامی عرف طیفور شامی شیخ عبداللہ شامی اور سید علی حلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیرہ سے آپ کا مستفیض و مستفید ہونا ثابت ہے اس تناظر میں ایک وہابی کی کتاب انوار العارفین کو پایہ استناد بنانا اور تمام روایات مشہور ومقبولہ کو نظر انداز کر کے صرف وہابی کی روایت کی بنیاد پر نادر شاہی فرمان جاری کر دینا مفتی شریف صاحب ہی کا شیوہ ہو سکتا ہے۔

مفتی صاحب شرم وغیرت اور حلم ودیانت داری کو گروی رکھ کر بڑی بے باکی کے ساتھ رقم طراز ہیں کہ "آج کل مداری صاحبان جو مشہور کئے ہوئے ہیں کہ حضرت مدار صاحب قدس سرہ کی عمر مبارک پانچ سو سال کی تھی اور آپ دوسری یا تیسری ہجری میں پیدا ہوئے تھے یہ بھی افسانہ ہے۔"

مجھے امید ہے کہ اپنی خاتم الفقہائی اور محقق العصری کی آڑ میں مفتی صاحب اب مذکورہ دلائل وبراہین کے پڑھنے کے بعد ایک سچی حقیقت کو افسانہ بنانے کی کوشش نہیں کریں گے ورنہ بہت ممکن ہے کہ ان کی سنیت خود ایک افسانہ بن کر رہ جائے گی۔

مفتی صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ قطب المدار کی سیرت وسوانح کی کتابیں مداریوں سے زیادہ چشتی، قادری، سہروردی اور نقشبندی علماء نے شائع کی ہیں یاان علماء کی کتابیں زیادہ دیکھنے کو ملتی ہیں جو قادری یا چشتی یا سہروردی نقشبندی پہلے ہیں اور بعد میں مداری ہیں لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ مفتی صاحب کو یہ سارے علماء مداری نظر آنے لگے ہیں۔ میرے خیال میں مداری ہونا کوئی بری بات تو نہیں ہے۔ جس کے دل میں قطب المدار کی محبت ہے وہ مداری ہے اور وہی رشد وہدایت کے نور سے منور ہے جیساکہ مجدد الف ثانی کا فرمان ماسبق میں نقل کیا جا چکا ہے۔ پس اگر رشد وہدایت کے نور سے منور ومجلی ہو کر کوئی مداری مدار پاک کی عمر شریف پانچ سو سال بتاتا ہے تو یقیناً اس کی بات سچ ہو گی کہ وہ تو ہدایت کے نور سے دیکھتا ہے اور ہدایت کی روشنی میں بیان کرتا ہے۔ البتہ جو شخص رشد وہدایت کی حقیقت سے محروم ہو کر صورت بے معنی ہو گیا ہے وہ ضرور حق کی تکذیب کرے گا اور حقیقت کو افسانہ سمجھے گا۔

آغوش صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

مفتی صاحب مداریوں اور قطب مدار پر تعریض کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ
"مداریوں کے بیان کے مطابق حضرت مدار صاحب ایسے باعظمت تھے کہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے اور جب نقاب اٹھاتے تو جو دیکھتا سجدہ میں گر پڑتا اس کے علاوہ وہ ان کی طرف بے شمار کرامتیں منسوب کرتے ہیں۔"

حالانکہ مفتی صاحب کو خوب معلوم ہے کہ مدار پاک کی اس کرامت کو محدث عبد الحق دہلوی، اور دارا شکوہ قادری اور دیگر قادری محققین نے بیان کیا ہے

اصل میں مفتی صاحب اپنے منصب اور قلم کی طاقت سے عوام میں یہ تاثر چھوڑنا چاہتے ہیں کہ مدار پاک حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتیں بھی سب فرضی ہیں جن کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔

مدار دشمنی میں بھلے ہی اپنا پورا زور لگادیں لیکن جو لوگ مدار سے محبت کرتے ہیں وہ محبت کرتے رہیں گے قطب المدار سے دشمنی مول لے کر ہدایت وارشاد کی حقیقت سے ہرگز ہرگز محروم ہونا نہیں چاہیں گے اس لئے کہ انہیں اتنا تو ضرور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ولی سے عداوت رکھنا اللہ تعالیٰ سے جنگ مول لینے کے مترادف ہے اور اللہ تعالیٰ سے جنگ مول لینا اپنے لئے جہنم کی رجسٹری کرانا ہے۔ العیاذ باللہ

مفتی صاحب! جب آپ کو یہ تسلیم ہے کہ حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ "قطب المدار" تھے تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ قطب المدار سراپا کرامت ہوتا ہے وہ مجمع الصفات سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نائب، خلیفہ اور مظہر اتم ہوتا ہے۔ (فصوص الحکم) اس کے نور ظہور سے عالم تاریک نورانی ہوتا ہے۔ (مکتوبات) عالم علوی وسفلی کے تمام موجودات (جس میں آپ بھی شامل ہیں) اس کے وجود کے سبب سے قائم ہوتے ہیں (مرآۃ الاسرار ص ۹۱) تمام عالم کے کاروبار کا اسی پر دارومدار ہوتا ہے اور تمام نظم ونسق اسی کے ہاتھوں نافذ ہوتا ہے اور نفاذ پاتا ہے (شریعت وطریقت۔ نوری میاں ص ۱۱۵) اخبار الاخیار، سفینۃ الاولیاء اور طبقات شاہجہانی وتذکرۃ الکرام کی عبارتیں پڑھ کر آپ بھی مداریوں کی صف میں آجایئے اور عظمت قطب المدار کا قصیدہ پڑھئے اور محبت قطب المدار میں ڈوب کر آپ بھی مداریوں کے ہم زبان ہوجایئے کہ "حضرت مدار صاحب ایسے با عظمت تھے (اتنا حسین وجمیل تھے) کہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے اور جب نقاب اٹھاتے تو جو دیکھتا سجدہ میں گر پڑتا"

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر　　　　کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

مفتی صاحب کا ایک بے سرا اعتراض یہ بھی ہے کہ

"ایسی صورت میں جبکہ حضرت مدار صاحب حلب میں پیدا ہوئے ان کے ذکر سے تاریخ کی تمام کتابیں پر ہونا چاہئیں۔ مداری حضرات کے بیان کے مطابق اگر حضرت مدار صاحب کی ولادت سن دو یا تین ہجری میں ہوئی ہوتی تو کیا وجہ تھی کہ پانچ سو سال تک کسی مورخ نے ان کا تذکرہ نہیں کیا اور ہندوستان چھوڑ کر بلاد اسلامیہ کے مورخین کو ان کا علم نہ ہو سکا جبکہ ان سے بہت کم درجہ کے بزرگوں سے ان کی کتابیں مالامال ہیں۔"

(ماہنامہ اشرفیہ ص ۷ ۳ نومبر ۱۹۹۸ء)

مفتی صاحب کو اگرچہ حقائق کے اجالے میں قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلبی ہونا نظر نہ آسکے لیکن یہ ایک سچی حقیقت ہے کہ حضرت مدار پاک حلبی ہیں آپ خود ارشاد فرماتے ہیں "انا حلبی بدیع الدین اسمی" یعنی میں حلبی ہوں اور میرا نام بدیع الدین ہے۔ حضرت خضر علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مدار پاک کو مخاطب کر کے ایک خطاب فرمایا ہے جس سے حضرت زندہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل و نسل اور وطن کا علم بڑے واضح طریقے سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں

قال الرجل ای خضریاولدی انّ شیمتک لمحمدیه و تربتک فاطمية وبذرك علوية وميلادك حلبية سيجعلك الله مدار الكرامات ومحار العلامات	اے صاحبزادے! بلاشبہ تمہاری اصل محمدی ہے مٹی فاطمی ہے اور نسل علوی ہے اور پیدائش حلبی ہے عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں کرامتوں کا مدار اور علامتوں کا محور بنائے گا

الکواکب الداریہ ص ۲۹ مطبع مجیدیہ مدراس)

شیخ احمد جانی فرماتے ہیں

الحمدلمن اوجدقطباً حلبيا اعجوبة منشأه فريداً علويا

یعنی تمام تعریفیں اس پروردگار کیلئے جس نے قطب حلبی (زندہ شاہ مدار) کو نادر روزگار بنا کر پیدا فرمایا جو اپنی پیدائش میں اولاد علی ہیں جن کی زندگی بے مثال ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش حلب ہی میں ہوئی حلب میں حضرت بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار کے والد گرامی قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار پر انوار آج بھی مرجع خاص وعام بنا ہوا ہے اور آپ کے خاندان کے لوگ آج بھی وہاں آباد ہیں حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ردالمختار شامی نے بھی حلب کے بعض مداریوں کا ذکر کیا ہے چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی کے صاحبزادے سید محمد علاء الدین آفندی جن کا سلسلۂ نسب حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پردادا سید ظہیر الدین سے جا کر ملتا ہے آپ اپنی کتاب تکملہ حاشیہ ابن عابدین الشامی میں اپنے والد ماجد علامہ ابن عابدین کے متعلق رقمطراز ہیں۔

ولـه من المولفات علىٰ حاشية الحلبي المدارى سماها رفع الانظار عما اورده الحلبي على الد ر المختار

(تکملہ حاشیہ ابن عابدین الشامی ص ۷ للسید محمد علاء الدین آفندی)

علامہ احمد بن محمد جانی ایک منقبت میں فرماتے ہیں

هوالحلبي النشاء يحلب منه ما يدار بدر فاطرى على الولا

یعنی آپ وہ حلبی ہیں کہ زندگی کی پرورش آپ سے ہے وہ زندگی جو اپنی تازگی اور خوشحالی کیلئے آپ کی ولایت کے گرد گھومتی رہتی ہے۔

حضرت مدار پاک کے ذکر سے تاریخ کی کتابیں پر کیوں نہیں ہوئیں؟

پانچ سو سال تک حضرت مدار پاک کا تذکرہ کسی مورخ نے کیوں نہیں کیا؟

اور ہندوستان چھوڑ کر بلاد اسلامیہ کے مورخین کو ان کا علم کیوں نہیں ہوا؟

مفتی صاحب کے یہ تینوں سوالات تسلیم ہیں لیکن میرے خیال میں مفتی صاحب کو یہ سوالات دانائے غیوب علیم و خبیر خدائے پاک سے دریافت کرنا چاہئے

کہ

اے پروردگار تو نے اپنے اس عظیم قطب المدار کے ذکرے تاریخ کی کتابیں کیوں پر نہیں کرائیں؟

کسی مورخ سے پانچ سو سال تک اس کا تذکرہ کیوں نہیں کرایا؟

اور ہندوستان کے علاوہ دوسرے بلاد کے مورخین کو ان کے بارے میں کیوں نہیں کچھ بتایا؟

یہ تینوں سوالات خدائے ذوالجلال ہی سے پوچھنے کیلئے کیوں گذارش کر رہا ہوں؟ اس لئے کہ اسی نے اپنے محبوب قطب المدار کو عوام وخواص کی نظروں سے مستور رکھا اور اپنے دامن غیرت میں انھیں چھپائے رکھا۔ ایسا اسلئے کیا گیا کہ بقول صاحب مرأۃ الاسرار "شاہدان حضرت لایزال خلائق سے چھپے ہوئے ہوتے ہیں یعنی حق تعالی کی درگاہ کے حاضرین ومقربین لوگوں کی آنکھوں سے چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور اہل حال اور انسان کامل کے سوا ان کو اور کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی سمجھ سکتا ہے۔

(مرأۃ الاسرار ص ۹۶)

مشائخ نے لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کی کئی قسمیں ہیں بعض بے صفت و بے نشان ہیں یعنی ذات باری تعالی میں محو ومستغرق ہیں اور بعض با صفت ہیں یعنی حالت استغراق ومحویت سے نکل کر عالم صحو وہوشیاری میں ہیں اور اپنی ذات وصفات اور تعین کے ساتھ رہتے ہیں اور لوگ ان کے صفات سے بہرہ مند ہوتے ہیں مثلاً بعض اولیاء اللہ کو اہل معرفت کہتے ہیں بعض کو اہل معاملہ بعض کو اہل محبت اور بعض اہل توحید ہیں۔ لیکن اولیائے کرام کا کمال اور آخری مقام بے صفتی اور بے نشانی بیان کیا جاتا ہے۔ بے نشانی سے مراد کشف ذاتی ہے یعنی فنافی ذات اللہ جو بے حد بلند مقام اور اعلیٰ وارفع درجہ ہے اور جس کے بیان میں قلم وزبان قاصر وبے بس ہیں۔

(مرأۃ الاسرار ص ۳۰۲ شیخ عبدالرحمان چشتی)

بیاں میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے

اہل حقیقت پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ نور وحدت ظہور کثرت کرے تو سب سے پہلے اس نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا اور اس کا نام ام الانوار رکھا جس کی وضاحت اس حدیث پاک سے ہوتی ہے اول ما خلق اللہ نوری یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور تخلیق فرمایا جس طرح اولاد آدم کی پیدائش ماں سے ہوتی ہے اسی طرح تمام انوار کا ظہور اور تمام مخلوقات وموجودات کا وجود اسی نور سے منصۂ شہود پر آیا یہ نور ازل سے ابد تک دریائے وحدت سے مانند حباب متصل ہے کبھی اوپر جلوہ گر ہوتا ہے کبھی نور ذات میں غیب ہو جاتا ہے سالک جب نور ذات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور متوجہ رہتا ہے تو اس نور کی چمک مشتعل ہو کر سالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور سالک کے اندر کی نورانیت اپنے مرجع یعنی نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف عروج کرتی ہے اور جب نور محمدی سے متصل ہو جاتی ہے تو سالک پر محویت واستغراق طاری ہو جاتا ہے اور جدائی کی طاقت باقی نہیں رہتی ہے اور وہ (لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولانبی مرسل کا مظہر بن جاتا ہے) سوائے اس کے کہ اسے ہدایت وارشاد کے منصب پر فائز کیا جائے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قطب کے احوال کو اپنی غیرت کے سبب عوام وخواص دونوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ اس قول کو اس حدیث مبارک سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث قدسی میں فرمایا اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری میرے دوست میرے قبا رحمت کے اندر مستور ہیں ان کو میرے علاوہ کوئی نہیں پہچان سکتا۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ معدن العدنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ خیال یہ ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی قطب تھے کیوں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی مستور الحال رہتے تھے۔ ھدایۃ الاعمیٰ میں بھی یہی لکھا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتبہ قطبیت رکھتے تھے۔
(سوانح اویس قرنی ص ۲۹۔ ۳۰ مطبوعہ رضوی کتاب گ

بلاشک وشبہ اسی طرح حضرت بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جب قطبیت عالیہ غالب رہتی تو اولیاء ی تحت قباء ی لایعرفہم غیری کے جامہ میں ملبوس ہو کر عوام وخواص کی نظروں سے مستور و مخفی ہو جاتے اللہ تعالیٰ اپنی غیرت کے سبب آپ کو اپنے قرب اقرب میں رکھ کر لوگوں کی نظروں سے چھپا کر رکھتا اور جب باذن ربی ھدایت وارشاد کے منصب پر فائز کئے جاتے تو جامہ قطب الارشاد پہن کر مخلوق میں جلوہ گر ہوتے اس وقت اللہ تعالیٰ جتنا چاہتا آپ کے احوال سے لوگوں کو واقف کراتا اور چونکہ آپ نے ایشیا و یورپ کے اکثر مقامات وممالک کا دورہ فرمایا ہے آپ کی چلہ گاہیں اور آپ کے نام کی نشانیاں اس کی شاہد ہیں۔ پس ایسے میں جب کہ کسی ایک ملک یا شہر میں مستقل طور سے آپ نے قیام نہیں فرمایا مورخین کا آپ کی سیرت وسوانح کا واضح طور سے ذکر نہ کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور پھر ذکر نہ کرنے سے آپ کا نہ ہونا لازم نہیں آتا ہے کہ عدم ذکر عدم شئی کو مستلزم نہیں ہوتا۔

مدرسے نے تری آنکھوں سے چھپایا جن کو
خلوت کوہ وبیاباں میں وہ اسرار ہیں فاش

اپنے فتوے کے اختتام پر مفتی امجدی صاحب ایک شہادت پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں اب اخیر میں ہم خود ایک مداری صاحب کی شہادت پیش کرتے ہیں:

در اقتباس الانوار است کہ در رسالہ ایمان محمودی کہ تصنیف شیخ محمود مرید شاہ مدار است می آرد مدار ابن ابواسحاق شامی در ملت موسیٰ علیہ السلام واز فرزندان ھارون علیہ السلام وشاگرد حذیفہ شامی

اقتباس الانوار میں رسالہ محمودی کے حوالے سے منقول ہے یہ رسالہ شاہ مدار کے مرید شیخ محمود کی تصنیف ہے۔ مدار ابن ابواسحاق شامی موسیٰ علیہ السلام کے مذہب میں تھے اور ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے حذیفہ شامی

بود و توریت و زبور و انجیل را درس گفت واو را مدار ازاں گویند کہ قطب مدار وقت خود بود وے را تکمیل وارشاد از روح امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ حاصل گشتہ وبعضے نسبت ارادت وے بسوئے طیفور شامی لاحق می کنند وایں راست نمی آید چرا کہ درزمان طیفور شامی بدیع الدین مدار تفاوت بسیار است۔

(انوار العارفین ص ۵۳۶)

کے شاگرد تھے توریت زبور اور انجیل کا درس دیتے تھے اور ان کو مدار اس وجہ سے کہتے تھے کہ اپنے وقت کے قطب المدار تھے اور ان کی تکمیل اور ارشاد حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روح مبارک سے حاصل ہوئی اور بعض لوگ ان کی نسبت وارادت کو طیفور شامی کی طرف لاحق کرتے ہیں یہ درست نہیں آتا اس لئے کہ طیفور شامی اور بدیع الدین مدار کے درمیان بہت تفاوت ہے۔

ناظرین کرام! یہ امر قابل غور ہے کہ مفتی صاحب نے بقول خود جس معتبر مشہور ومعروف اور مستند کتاب 'انوار العارفین' سے مذکورہ بالا عبارت کو نقل کیا ہے۔ اس کتاب میں عبارت مذکورہ 'اقتباس الانوار' سے منقول بتائی گئی ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

اقتباس الانوار کا اردو ترجمہ الحاج کپتان واحد بخش چشتی سیالکوٹی نے کیا ہے۔ اور وہ ضیاء القرآن پبلیکیشن لاہور سے شائع ہوگئی ہے۔ جسمیں مذکورہ بالا عبارت کا کہیں کوئی نام ونشان تک نہیں فلعنتہ اللہ علی الکاذبین

دوسرے یہ کہ اس کتاب میں شیخ الجلیل حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا سن ولادت ۴۹۰ھ تحریر ہے۔ اور مفتی امجدی کی تحقیق کے خلاف حضرت سلطان الہند سیدنا خواجہ غریب نواز اور سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی باہمی ملاقات کا ذکر بھی ہے۔ کیا مفتی صاحب کو یہ دونوں باتیں بھی تسلیم ہیں؟

رہا حضرت مدار العالمین کے نسب مبارک اور سلطان العارفین حضرت طیفور شامی وسید بدیع الدین الحسنی والحسینی شیخ احمد زندہ شاہ مدار کے زمانہ میں تفاوت کا ذکر تو اگر یہ اقتباس الانوار کی عبارت ہو بھی تو آفتاب پر دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اجلہ اکابر اہل سنت حضرت سید بدیع الدین مدار قدس سرہ اور سلطان بایزید بسطامی قدس سرہ کے درمیان کوئی تفاوت نہیں مانتے اور انکی نسبت طیفوریہ مداریہ کو اپنی غلامی کی گردن کے لئے بیش بہا ہار و مالا سمجھتے ہیں اور اپنے خلفاء میں اس نسبت کا اجراء کرتے ہیں جیسا کہ ما سبق

کے شجرات وروایات سے ظاہر ہے۔

ترے سلسلے کا سورج تو ہے آج بھی درخشاں
جو کوئی نہ دیکھ پائے تو نگاہ کی خطا ہے

اصل میں مفتی صاحب کے معتبر و مستند مولف نے جس رسالہ محمودی کا حوالہ دیا ہے وہ رسالہ کنتور کے شیعوں کی گڑھنت سے بھرا ہوا ہے اہل ادب اور اہل زبان عبارت کے تیور دیکھ کر سمجھ گئے ہوں گے کہ ایک مرید صادق ایک پیر کامل کیلئے اس قسم کی اوچھی زبان استعمال نہیں کرسکتا ہے۔

پہلے تو حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین کریمین کو مسلمانوں کی جماعت سے ہی نکالنے کی کوشش کی گئی ہے اور پھر اسی کے ذریعے آپ کی سیادت کا بھی انکار کر دیا گیا ہے تاکہ عظمت قطب المدار پر کاری ضرب لگائی جاسکے۔

روافض نے یہ شوشہ چھوڑا اور دیوبندیوں وہابیوں نے باضابطہ اس کا بیڑہ اپنے سر اٹھالیا۔ اصل میں روافض اپنے علاوہ کسی کو سید ماننے کیلئے قطعی تیار نہیں ہیں۔ ان کے یہاں معیار سیادت رفض ہے سنی کیسا ہی جلیل القدر سید ہو ہرگز سید نہ مانیں گے اور کوئی کیسا ہی اور کسی بھی قوم کا آج رافضی ہو جائے کل سے وہ میر صاحب ہے اور خوارج تو سادات کرام کے ازلی دشمن ہیں ہی کوفہ وشام کے خارجی ہوں یا ہندوستان کے وہابی ہمیشہ یہ سادات کے خون کے پیاسے رہے انہیں رافضیوں اور خارجیوں نے حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی سیادت کا انکار کیا تھا جس کے جواب میں ملا علی قاری نے نزھۃ الخاطر تصنیف فرمائی اور فاضل بریلوی سلمہ اللہ عن نظر الزماں نے اپنے فتووں میں اس کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ فاضل بریلوی سے استفتا کیا گیا کہ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سید نہیں ہیں اور نہ حسن مثنیٰ کی اولاد میں ہیں مہربانی فرما کر کتب معتبرہ شیعہ وسنی سے نقل عبارت مع صفحہ ونام کتاب تحریر فرمائیں۔

آپ جواب لکھتے ہیں :

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً قطعاً اجل سادات کرام

سے ہیں حضور کی سیادت متواتر ہے حضرت سیدی امام اوحد ابوالحسن لخمی قدس سرہ کی بہجۃ الاسرار شریف اور امام جلیل عبداللہ بن اسد یافعی شافعی کی اسنی المفاخر وعلامہ علی قاری کی نزھۃ الخاطر اور مولینا نورالدین جامی کی نفحات الانس اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی زبدۃ الاسرار وغیرہم اجلۂ اکابر کی معتمدات اسفار ملاحظہ ہوں.......

........رافضیوں کی کتابیں میرے کتب خانے میں نہیں ہیں نہ مسلمانوں کوان کی بات پر کان رکھنا جائز۔ میں رسالہ ردالرفضہ میں کتب معتمدہ کثیرہ ودلائل قاطعہ منیرہ سے ثابت کرچکاہوں کہ روافض زمانہ سب کفار مرتدین ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں؛

ایاکم وایّاھم لایضلونکم ولایفتنونکم ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ رافضیوں کے یہاں تومعیار سیادت رفض ہے سنی کیساہی جلیل القدر سید ہو اسے ہرگز سید نہ مانیں گے اور کوئی کیساہی رذیل قوم کا آج رافضی ہوجائے کل سے میر صاحب ہے وسیعلمون الذین ظلموای منقلب ینقلبون واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ ص ۲۹۹ جلد دوازدہم کتاب الشتی)

انھیں روافض وخوارج نے حضور سید قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت نسب، رفعت نسبت اور عمر مبارک کا انکار کیاہے اور اکابر اہل سنت کی قلمی کتابوں میں اپنے مطابع سے تحریف وتبدیل کرکے شائع کردیا نتیجۃً بعض اہل قلم دھوکا کھاگئے اور اپنی تحقیق میں حق حقیقت تک نہ پہنچ سکے انوار العارفین کے مصنف نے بحوالہ اقتباس الانوار جس رسالۂ محمودی کا ذکر کیاہے وہ محرف روافض ہے مکن پور شریف میں رسالۂ محمودی کا صحیح اور بہت ہی قدیم قلمی نسخہ موجود ہے لیکن اسمیں اس قسم کی کوئی عبارت نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے چونکہ وہابیوں پر اعتماد کیاہے اس لئے وہ بھی اندھیرے میں ہیں

اذاکان الغراب دلیل قوم
سیھدیھم طریق الھالکینا

جو شخص ادب وزبان سے ذرا لگاؤ رکھتا ہے وہ مذکورہ اقتباس الانوار کی عبارت پڑھ کر خوب سمجھ لے گا کہ ایک مرید صادق اپنے پیر کامل قطب المدار کے حالات وسوانح رقم کرنے میں اس طرح کا سپاٹ، رکیک اور بے ادب لب ولہجہ اور گھٹیا انداز بیان اختیار نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی اس اسلوب تحریر میں اپنے شیخ کا ذکر کر سکتا ہے۔ دراصل مفتی امجدی صاحب نے انوار العارفین کی یہ عبارت پیش کر کے جہاں حضرت مدار پاک قدس سرہ کی طویل عمر مبارک کو کم بتانے کی کوشش کی ہے وہیں یہ بھی تاثر پیدا کرنا چاہا ہے کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی اسرائیل تھے ان کے والدین یہودی تھے یہ حسنی وحسینی سادات میں سے نہیں ہیں۔ لیکن مفتی شریف الحق صاحب یا ان کے معتبر مصنف حافظ محمد حسین مراد آبادی یا کسی اور کے لکھ دینے سے حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیادت پر کوئی بھی اثر نہیں پڑتا ہے۔ لوگ اپنے اپنے نسب کے خود امین ہیں آپ اپنا نسب بزبان خود اس طرح بیان فرماتے ہیں

انا حلبی بدیع الدین اسمی وجـدی مصطفی سلطان دارین محمد احمد و محمود کونین۔ یعنی میں حلب کا باشندہ ہوں اور میرا نام بدیع الدین ہے ماں کی طرف سے حسنی اور باپ کی طرف سے حسینی سید ہوں میرے نانائے محترم سلطان دارین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی تعریف کونین میں کی جاتی ہے۔

حضرت سید بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بیان کے آگے کسی دیوبندی وہابی کی پیش کردہ عبارت کو قابل اعتنا سمجھنا بے بصری اور بے وقوفی ہوگی۔

نسب نامہ سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ القوی نے اپنے ملفوظات میں آپ کا شجرۂ نسب اس طرح نقل کیا ہے کہ

آنحضرت اجلہ از اولاد امجاد حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ واسم پدر	آپ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد میں سے ہیں بہت بزرگ ہستی کے مالک ہیں آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی

آں عالی قدر سید علی حلبی ابن سید بہاء الدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن امام الائمہ سید جعفر صادق ابن امام الاسلام سید محمد باقر ابن امام الدارین امام زین العابدین ابن امام الشہداء امام حسین ابن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

ہے سید علی حلبی ابن سید بہاء الدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن امام الامام سید جعفر صادق ابن امام الاسلام سید محمد باقر ابن امام الدارین امام زین العابدین ابن امام الشہداء امام حسین ابن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

ونسب مادروے .... نام والدہ ماجدہ آنحضرت فاطمہ ثانیہ عرف فاطمہ تبریزی دختر سید عبد اللہ ابن سید زاہد ابن سید ابو محمد ابن سید ابو صالح ابن سید ابو یوسف ابن سید ابو القاسم ابن سید عبد اللہ محض ابن حضرت حسن مثنیٰ ابن امام العالمین حضرت امام حسن بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
(منتخب العجائب قلمی ص ۵)

والدہ ماجدہ کا نسب نامہ یہ ہے... والدہ ماجدہ کا نام نامی فاطمہ ثانیہ عرف فاطمہ تبریزی دختر سید عبد اللہ ابن سید زاہد ابن سید ابو محمد ابن سید ابو صالح ابن سید ابو یوسف ابن سید ابو قاسم ابن سید عبد اللہ محض ابن حضرت سید حسن مثنیٰ ابن امام العالمین حضرت امام حسن بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

رسالہ مولانا عبد الباسط قنوجی میں بھی آپ کا شجرہ نسب اسی طرح درج ہے فرماتے ہیں

بدانکہ کنیت آنحضرت ابو تراب ولقب شاہ مدار ونام سید بدیع الدین است آں حضرت از جانب پدر حسینی واز مادر حسنی است و ایں نسب نامہ صحیح از مکتوبات مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری نوشتہ شدہ سید بدیع الدین ابن سید علی حلبی الخ

تجھے معلوم ہو کہ آنحضرت کی کنیت ابو تراب ہے اور لقب شاہ مدار ہے اور نام سید بدیع الدین ہے آپ والد ماجد کی طرف سے حسینی ہیں اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسنی ہیں مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری کے مکتوبات سے یہ صحیح نسب نامہ درج کیا گیا

وطنش حلب تاریخ تولد غرہ ماہ شوال وقت فجر روز دو شنبہ در سنہ سہ صد ہجرۃ النبوی حیاتش پانصد سال (حاشیہ تذکرۃ المتقین اول ص ۱۱۷ مطبوعہ ۱۳۱۵ھ)	ہے۔ سید بدیع الدین ابن سید علی ... الخ آپ کا وطن حلب ہے تاریخ ولادت یکم شوال وقت فجر روز دو شنبہ تیسری صدی ہجری ہے۔ آپ کی حیات پانچ سو سال کی ہے۔

مراۃ الانساب میں آپ کا سلسلۂ نسب اسی طرح درج ہے یعنی حضرت سید بدیع الدین قطب المدار سید علی سید بہاء الدین سید ظہیر الدین سید اسماعیل ثانی سید محمد احمد سید اسماعیل اول سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مراۃ الانساب ص ۱۵۶۔۱۵۷)

حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

یاولدی ان شیفتک لمحمدیة وتربتک فاطمیة وبذرک علویة ومیلادک حلبیة سیجعلک الله مدار الکرامات و محار العلامات یعنی... اے صاجزادے !بلاشبہ تمہاری اصل محمدی ہے۔ مٹی فاطمی ہے اور نسل علوی ہے اور پیدائش حلبی ہے عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں کرامتوں کا مدار اور علامتوں کا محور بنائے گا۔

(الکواکب الدراریہ ص ۲۹ شیخ احمد بن محمد قانی مطبع مجیدیہ مدراس)

حضرت علامہ احمد بن محمد قانی قطب المدار کی ایک منقبت میں آپ کے عالی نسب کی ترجمانی اس طرح کرتے ہیں:

باسم وکنیة مشابه جده   هذا علی تراب یمدح

یعنی حضرت زندہ شاہ مدار نام اور کنیت میں اپنے دادا حضرت علی کے مشابہ ہیں جنہیں ابو تراب کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

السید ابن السید ابن السید   عنه العوا طرفی الدنا تترشح

آپ سید ابن سید ابن سید ہیں آپ سے ہی دنیا میں عطر پاشیاں ہوتی ہیں۔

ان براھین ساطعہ منیرہ ۔، حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عالی نسب چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور منور ہے حالانکہ آپ کی سیادت کے اثبات کیلئے کسی بھی خارجی دلیل کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کا بیان اور آپ کے خاندان والوں کا بیان ہی اس باب میں کافی ہے جن حضرات نے آپ کو ابو اسحاق شامی یا حضرت ابو ہریرہ یا خلیفہ ثالث کی اولاد میں شمار کیا ہے یہ ان کی سخت غلط فہمی اور ناواقفی ہے۔اس طرح کی غلط فہمی اور ناواقفی پیدا کرنے میں شیعان کنتور اور وہابیوں دیوبندیوں کا بڑا ہاتھ ہے اور اربابان حرص وہوا نے ان کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔

چونکہ دسویں، گیارہویں صدی میں سلسلہ مداریہ کے عروج کا سورج چھوٹی چھوٹی خانقاہوں کے ٹمٹماتے چراغوں کی لووں کو مدھم کیے دے رہا تھا جیسا کہ شاہزادہ داراشکوہ قادری کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ "پانچ چھ لاکھ آدمی آپ کے عرس میں شریک ہوتے تھے" (سفینۃ الاولیاء ص ۲۳۶)

اس زمانہ میں جبکہ ہندوستان وپاکستان کی مجموعی آبادی زیادہ سے زیادہ پانچ چھ کروڑ رہی ہوگی۔ آمدورفت کے ذرائع گھوڑے خچر یا اپنا پیر اور پیدل چلنا ایسی حالت میں عرس قطب المدار میں پانچ چھ لاکھ آدمیوں کا حاضری دینا آپ کی عوام وخواص میں کس قدر مقبولیت ظاہر کر رہا ہے اور کسی کی مقبولیت وعروج سے حسد کرنا اور حسد کی وجہ سے اس کے عروج کو ختم کرنے کی کوشش کرنا اہل حرص وہواء کیلئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔

جان لیجئے اور تحقیق سے جان لیجئے کہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ سادات حسینی وحسنی میں سے ہیں آپ کی سیادت کسی دلیل وتعارف کی محتاج نہیں ہے!...... فاضل بریلوی کا یہ فتویٰ تازیانہ عبرت سے کم نہیں ہے فرماتے ہیں:

"یہ فقیر ذلیل بحمدہ تعالیٰ حضرات سادات کرام کا ادنیٰ غلام وخاکپا ہے ان کی محبت وعظمت ذریعہ نجات وشفاعت جانتا ہے اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بدمذہب

بھی ہو جائے اسکی تعظیم نہیں جاتی جب تک بد مذہبی کفر کی حد تک نہ پہنچے ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے اور یہ بھی فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنے اور اسکی تعظیم کرنے کیلئے ہمیں اپنے ذاتی علم سے سید جاننا ضروری نہیں جو لوگ سید کہلائے جاتے ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں نہ سیادت کی سند مانگنے کا حکم ہم کو دیا گیا ہے اور خواہی نہ خواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا مطعون کرنا ہرگز جائز نہیں۔ الناس امنأعلی انسابھم لوگ اپنے نسب پر خود امین ہیں ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق سے معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اسکی تعظیم نہ کریں گے اور نہ اسے سید کہیں گے اور مناسب ہوگا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے میرے خیال میں ایک حکایت ہے (یہ حکایت الشرف المؤبد لآل محمد میں علامہ یوسف اسماعیل نبہانی نے نقل کی ہے) جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا انہوں نے فرمایا میں سید ہوں کہا کیا سند ہے تمہارے سید ہونے کی رات زیارت اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکۂ حشر ہے یہ شفاعت خواہ ہوا اعراض فرمایا (سرکار نے) اس نے عرض کی میں بھی حضور کا امتی ہوں فرمایا کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی۔

(فقیر احمد رضا غفرلہ ۲۵ ذوالحجہ ۲۹ھ فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم ص ۱۲۵)

حضرت مدار پاک سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شجرۂ نسب میں غلط فہمی کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ آپ پر مشرب موسوی کا غلبہ تھا آپ کا چہرہ اتنا تاباں و پر نور ہو گیا تھا کہ جو بھی آپ کو دیکھتا جلووں کی تاب نہ لا کر سجدہ ریز ہو جاتا اسی لئے آپ روئے انور پر نقاب ڈالے رہتے تھے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چہرہ انوار الٰہیہ کے دیدار کے بعد نہایت ہی تابناک و روشن ہو گیا تھا۔ اس قدر جلووں کی بہتات تھی کہ آپ اپنا چہرہ نقاب میں چھپائے رہتے۔" حضرت نجم الدین کبریٰ اور صابر کلیری رحمہما اللہ پر بھی ولایت موسوی کا غلبہ رہتا تھا مشائخ عظام کے درمیان یہ امر مسلم ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کی ولایت پر ہوتا ہے حدیث

مبارک علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے اسی مقام کی طرف اشارہ ہے۔

(مراۃ الاسرار ص ۸۵۲)

پس بسااوقات ولایت موسوی کے غلبہ کی وجہ سے حضرت مدار پاک کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مذہب میں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں شمار کر دیا گیا حالانکہ آپ حسنی وحسینی سید ہیں۔ آپ کو مذہب موسیٰ علیہ السلام واولاد ہارون علیہ السلام میں شمار کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ کچھ لوگ حضرت سیدنا سید علاء الدین صابر کلیری کے بارے میں بھی اسی طرح کی غلط فہمی کے شکار ہوئے ہیں مثلاً شیخ عبدالرحمان چشتی صابری مراۃ الاسرار میں حضرت صابر کلیری کے متعلق لکھتے ہیں کہ "آپ انبیائے بنی اسرائیل کی اولاد میں سے تھے جن کا سلسلہ نسب موسیٰ علیہ السلام سے جاملتا ہے۔"

ایک صابری مرید و خلیفہ ہونے کے باوجود حضرت شیخ عبدالرحمان چشتی کی یہ تحقیق قابل قبول نہیں ہے حضرت علاء الدین صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کے مرید و خلیفہ اور داماد ہیں اور بھانجے بھی ماں کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت بابا فرید گنج شکر قدس سرہ کی طرح امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے جبکہ باپ کی طرف سے آپ کا سلسلہ سیدنا سید امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ اس طرح آپ ماں کی طرف سے فاروقی ہیں اور باپ کی طرف سے جعفری حسینی سید ہیں۔

حضرت سید علاء الدین صابر کلیری کا نسب نامہ

والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے

سید علاء الدین علی احمد صابر کلیر رحمۃ اللہ علیہ ابن سید عبداللہ ابن سید فتح اللہ ابن سید نور محمد ابن سید احمد بن سید غیاث الدین ابن سید بہاء الدین ابن سید داؤد ابن سید تاج الدین ابن سید محمد ابن سید ضیاء الدین علی ابن سید اسماعیل اول ابن سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن امام زین العابدین ابن

امام الشہداء سید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ
(مراۃ الانساب ص ۱۷۵)

ماں کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یہ ہے

بی بی جمیلہ خاتون خواہر خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بنت خواجہ ... الدین المشہور بہ سلیمان ابن خواجہ شعیب ابن خواجہ احمد ابن خواجہ یوسف ابن خواجہ محمد ابن سلطان شہاب الدین ابن شیخ احمد ابن خواجہ نصیرالدین ابن خواجہ ابن محمود ابن خواجہ سلیمان ابن خواجہ مسعود ابن خواجہ عبداللہ اصغر ابن خواجہ ابوالفتح ابن خواجہ اسحاق ابن ابراہیم ادھم ابن حضرت ناصرالدین ابن سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(مراۃ الانساب ص ۳۹ مولانا ضیاء الدین احمد علوی نقشبندی مجددی مطبوعہ ۱۳۳۵ھ)

الغرض کسی نبی کی ولایت و مشرب پر ہونے کی وجہ سے کسی بھی ولی کا نسب اور مذہب نہیں بدل جاتا جن لوگوں نے سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملت موسیٰ اور اولاد ہارون علیہ السلام میں بتایا ہے یہ ان کی بہت بڑی بھول اور فحش غلطی ہے جسے ہرگز ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت زندہ شاہ مدار اویسی ہیں

حضرت قطب المدار زندہ شاہ قدس سرہ اویسی بزرگ ہیں آپ سے آپ کے مرید و خلیفہ قاضی محمود کنتوری نے شجرہ دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا
اکتب اسمک ثم اسمی ثم اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی اپنا نام لکھو پھر میرا نام اور اس کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک لکھو یہی تیرا شجرہ ہے۔ حضرت سیدنا میر اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی اویسیت کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ

حضرت شیخ بدیع الدین ملقب بہ شاہ مدار نیز اویسی بودہ اند و بے مشرب عالی داشتہ و بعض

حضرت شیخ بدیع الدین ملقب بہ شاہ مدار بھی اویسی ہوئے ہیں آپ بہت ہی عالی

علوم نوادر از ہیمیا و سیمیا و ریمیا و کیمیاء از ایشاں معائنہ شدہ کہ نادر ازیں طائفہ کسے رلباشد در یک سفر مکہ معظمہ زادھا اللہ شرفا و تکریما ہم صحبت بودہ ایم واستفادہ ہمدیگر واقع شدہ۔
(لطائف اشرفی)

مشرب والے ہیں بعض علوم نوادر مثلاً ہیمیا، سیمیا، ریمیا اور کیمیا کا آپ سے معائنہ ہوا ہے کہ شاذونادر ہی کسی کے پاس یہ علم ہوتا ہے مکہ معظمہ زادھا اللہ شرفاو تکریما کے ایک سفر میں ہم دونوں ساتھ ساتھ تھے اور ایک دوسرے سے استفادہ کیا۔

پس اس نسبت کی بناء پر آپ کی جدی ورشدی نسبتوں سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا اور اگر کوئی انکار کرے تو یہ اس کی نادانی ہی تو ہوگی ؟

حضرت قطب المدار فناء الفناء اور وراء الوراء کے مقام پر فائز تھے بلکہ اس سے بھی ترقی کر کے مقام محبوبی حاصل کر چکے تھے بسا اوقات آپ تصور ذات میں ڈوبے رہتے اور جلوۂ ذات میں مستغرق ہو کر اپنوں بیگانوں اور عوام وخواص سب کی نظروں سے مستور ہو جاتے اور کبھی مقام صمدیت کا غلبہ شدید ہوتا تو مخلوق سے بالکل بے نیاز ہو جاتے کچھ لوگوں نے یہ شہرت دی کہ آپ کا کوئی ماں باپ نہیں ہے آپ بغیر والدین کے پیدا ہوئے چنانچہ حضرت عیسیٰ جونپوری نے آپ سے ایک مرتبہ یہ سوال کیا کہ

”می گویند کہ آنحضرت مادر وپدر ندار ند ایں نوع چگونہ بود“ یعنی لوگ بیان کرتے ہیں کہ آنجناب کے کوئی مادر پدر نہیں ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ قادر است کہ بغیر مادر وپدر آفریند چنانچہ آدم علیہ السلام کہ مادر وپدر نبود و عیسیٰ علیہ السلام را کہ پدر بود پس آفریدن خدائے تعالیٰ چہ عجب است اے عزیز ولادت دو نوع است یکے ولادت صلبی کہ از مادر وپدر تعلق دارد دوم ولادت ارشادی یعنی خدا تعالیٰ قادر ہے کہ بغیر ماں باپ کے پیدا فرمادے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کون باپ تھا ؟ پس خدا تعالیٰ کی تخلیق میں کیا تعجب ہے ؟ اے عزیز ولادت کی دو قسمیں ہیں ایک ولادت صلبی جو ماں

باپ سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری ولادت ارشادی۔

(حاشیہ تذکرۃ المتقین ص ۱۳۸)

اس سوال وجواب سے حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے حسب نسب کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے اور اگر کوئی انکار ہی پر آمادہ ہے تو یہ اس کی کور بختی ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

کسی بزرگ کے وقت خاص ومقام خاص کے اقوال کو عموم کا جامہ نہیں پہنایا جاتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ اولیاء اللہ سے محبت رکھیں ان کی عقیدت واحترام بجالائیں ان کی محبتوں میں زندہ رہیں اور ان کی صحبت بابرکت سے مستفید ومستفیض ہوں ان کی شان میں ہرگز ہرگز لب تنقیص ودہان توہین نہ کھولیں اور خصوصیت کے ساتھ مفتی شریف الحق امجدی صاحب سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ ان اجلہ اولیاء کرام کے بارے میں بغیر تحقیق انیق کوئی فتویٰ صادر نہ فرمائیں اور اپنی رائے اور قیاس فتووں میں نہ شامل کریں کہ آپ کی عمر ضعیف اب یہ اجازت نہیں دیتی۔ اپنے پیران سلاسل کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے آپ بھی بارگاہ قطب المدار میں حاضری دیں اپنی غلطیوں سے توبہ کریں، اپنے کہے اور لکھے پر معافی مانگیں اور قطب المدار کی محبت وعقیدت کو اپنے لئے مدار نجات جانیں اور اس میں دین، دنیا اور آخرت کی بھلائی سمجھیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا فرمان پیش نظر رکھیں۔

"قطب ارشاد کمالات فردیہ کا جامع ہوتا ہے وہ بہت ہی عزیز ونایاب ہوتا ہے جس کسی کو رشد وہدایت اور ایمان ومعرفت حاصل ہونا ہوتا ہے اسی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے..... وہ شخص جو اس بزرگ کی طرف متوجہ ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے یا یہ کہ وہ بزرگ طالب کے حال کی طرف متوجہ ہے تو توجہ کے وقت طالب کے دل میں ایک روزن کھل جاتا ہے اور اس راہ سے توجہ واخلاص کے موافق اس دریا سے سیراب ہوتا ہے ایسے ہی وہ شخص جو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے اور اس

عزیز کی طرف بالکل متوجہ نہیں انکار سے نہیں بلکہ اس کو پہچانتا نہیں ہے اس کو بھی افادہ حاصل ہو جاتا ہے..... لیکن وہ شخص جو اس بزرگ کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے آزردہ ہے اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن وہ رشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم ہے یہی انکار و آزار اس کے فیض کا مانع ہو جاتا ہے بغیر اس امر کے کہ وہ بزرگ اس کے عدم افادہ کی طرف متوجہ ہو یا اس کے ضرر کا قصد کرے کیونکہ ھدایت کی حقیقت اس سے مفقود ہے وہ مرشد کی صورت ہے اور صورت بے معنی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

مفتی صاحب کو چاہئے تھا کہ اپنے فتوؤں سے سنی مسلمانوں کو جوڑنے اور متحد کرنے کی کوشش کرتے حالانکہ اس کے خلاف دیکھنے میں آیا مفتی صاحب کے فتوؤں سے اہلسنت میں بڑا انتشار برپا ہوا۔ بہتر ہوتا کہ مفتی صاحب فتویٰ نویسی ترک کر کے اپنے غلط فتوؤں سے رجوع اور توبہ کر کے اللہ اللہ کرتے اور پیری مریدی ہی میں اپنا وقت صرف کرتے کہ انکی یہ عمر فتویٰ نویسی کے بجائے پیری مریدی کے لئے ہی زیادہ مناسب تھی۔ واللہ الموفق

ہذا ماظہر لی والعلم عند ربی وہو اعلم بالصواب

استکتبہ ابوالحماد محمد اسرافیل الحبیبی غفرلہ

خادم دارالافتاء

مرکزی جامعہ عربیہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء دار النور مکنپور شریف

۱۷ رصفر المظفر ۱۴۲۰ھ

صفحہ نمبر ۲۲ کا بقیہ

خلیفہ حضور سید مختار اشرف میاں سجادہ نشین کچھوچھہ شریف
مفتی محمد اسحاق قادری مختاری اشرفی نوری

سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج اپنی کتاب اصلاح القلوب میں ترکیب فاتحہ خوانی گیارہ ربیع الثانی کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں :

سید و سلطاں فقیر و خواجہ مخدوم و غریب — باد شاہ و شیخ درویش و ولی مولانا اید
میر صالح فاطمہ ثانی اسامی والدین — بو سعید پیر ایشاں مرد حق مردانہ اید
زینب دبی بی نصیبہ خواہران حضرت اند — ایں اسامی پاک رلباید کہ ہر فرزانہ اید

اس کے بعد فاتحہ نذر ایصال حضور نبی کریم و تمام انبیائے کرام و اصحاب کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خلفائے راشدین اہلبیت کرام بالخصوص غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی ان کے والدین ان کے پیر و مرشد، ان کی ہمشیرہ وان کے فرزندان، ان کے خاندان صغار و کبار رحمہم اللہ اجمعین اور ان کے جملہ محبین و معتقدین خلفاء و مریدین و تمام مومنین و مومنات الصالحین الصالحات کی روحوں کو بخش دے بطفیل سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور قلب کے ساتھ بارگاہ رب العزۃ میں التجا کرے انشاء اللہ تعالیٰ خوب خوب برکتیں حاصل ہوں گی۔ ماخوذ از شجرۂ عالیہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ شریف آستانۂ عالیہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف (اصلاح القلوب)

حرف آخر

از شیر بیشہ مداریت مجاہد اعظم حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر سید شاہ محمد مرغوب عالم جعفری مداری ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔مرکزی جنرل سکریٹری آل انڈیا سنی جمعیۃ المدار مکنپور شریف وسجادہ نشین خانقاہ عالیہ مداریہ مکنپور شریف ضلع کانپور نگر (یو۔پی۔)

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد

تاریخ عالم کا جائزہ لینے والا ہر ایک فرد بحسن وخوبی واقف ہے کہ ہر دور میں پروردگار عالم اپنے کچھ مخصوص بندوں کو وجود بخشتا ہے جو دنیائے قوم وملت کی آبرو بنکر آسمان رشد وہدایت کے آفتاب وماہتاب کی طرح چمکتے ہیں شرافت ودیانت، حق گوئی وبے باکی، درویشانہ ادا، محققانہ صلاحیتیں غرضیکہ حق پرستی، حق نوازی، حق شناسی جیسی تمام خصوصیات ایک ہی بندے میں سمودیتا ہے انھیں مقربین بندوں میں شہنشاہ اولیاء کبار حضور سرکار سرکاراں سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار مدار العٰلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات ہے۔جس نے تیسری صدی ہجری سے جہالت وگمراہی کی گھنگھور گھٹاؤں میں دین اسلام کی مکمل تبلیغ فرما کر ایمان واسلام کی عظیم نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور قوم وملت کی رہنمائی فرمائی جن کی ولایت کا پرچم درخشاں آج بھی لہرا رہا ہے اور قیامت تک لہراتا رہیگا۔آپ کی عظیم ترین خدمات جلیلہ اور فیوض وبرکات وافرہ پر مشتمل کتاب مسمّٰی بہ 'نصیبتہ الابرار فی ظل قطب المدار' جس کو محقق عصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اسرافیل صاحب وقاری مداری نے اپنے تبحر علمی اور کتب معتبرہ کی دلائل واثقہ کے ذریعہ ان نام نہاد سنیت کے ٹھیکیداروں کو اور خود ساختہ مولویوں اور مفتیوں کو جنھوں نے طریقت وتصوف کی معتبر کتابوں کا غلط حوالہ دے کر نیز کچھ مصنوعی عبارتیں گڑھ کر عصر حاضر کے سیدھے سادے صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو اختلاف وانتشار کے ناپیدا کنار سمندر کی تاریک موجوں میں چھوڑ دیا ہے انھیں مطلب پرست فتنہ پرور جہاں کو درس حق گوئی دینے

کے لئے 'نصیبتہ الابرار' تصنیف کی کیونکہ وقت کا اہم تقاضہ تھا کہ ایسی کتاب منظر عام پر لائی جائے جس سے فتنہ پرور اور سلسلہ مداریہ سے سوء ظن رکھنے والے گمراہوں کو محققانہ دلائل وثبوت کی روشنی میں منہ توڑ جواب دیا جائے جس سے ان کی کذب بیانی اور انتشار پسندی کی قلعی کھل جائے اور بھٹکے لوگوں کو راہ ہدایت مل جائے اور حضور سیدنا مدار العالمین کی لا متناہی خدمات دینی اور فیوض و برکات کو پہچاننے کا سلیقہ آجائے اور آنے والی نسلوں کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہو۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس عظیم دینی خدمت کو قبول فرما کر اس سے بھی زیادہ خدمت دین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ

معاونین نشر

جناب قاری نسیم احمد مداری۔

جناب محمد اسرافیل صاحب ناگلوئی (دلی)

جناب عبدالرؤف صاحب خریجی (دلی)

جناب محمد یحیٰ شاہ صاحب چوکلا بازار

جناب یوسف اسماعیل صاحب۔

ملا طلائی اودے پور۔

جناب دیوان صاحب اودے پور۔

جناب منشی عاشق علی صاحب مداری دھاراوی (ممبئی)

جناب سلیم شاہ عبدالحی شاہ صاحب، کرلا ڈپو (ممبئی)

جناب خواجہ معین الدین شکوہی مداری (ممبئی)

جناب ماسٹر پیر محمد صاحب زکریا مسجد (ممبئی)

خوش خبری
حضرات اہلسنت اس خبر پر مسرور وشاداں ہونگے کہ مخالفین اولیاء
کرام خصوصا معاندین حضور سید نامدار العالمین رضی اللہ عنہم اجمعین
کے غیر ذمہ دارانہ فتووں کا محققانہ تجزیہ۔ مسمیٰ بہ
ضرب ید اللٰہی
(محقق عصر حضرت علامہ ومولانا سید محمد منور علی جعفری مداری کے قلم سے)
عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ جس میں ناظرین ملاحظہ
فرمائیں گے کہ اہل حق کی مقدس گردنوں میں کفر وضلالت کا
ناپاک پھندا ڈالنے والے خود اپنے ہی پھندے میں کس طرح
پھنس گئے اور بزعم خود اعلم واعظم بننے والے جہالت وذلت کے
کس قعر عمیق میں جا گرے۔
المعلن (مولانا) سید نثار حسین جعفری مداری
پیش کردہ : آل انڈیا سنی جمعیۃ المدار
شاخ بہیڑی شریف ضلع بریلی شریف

the social network

انٹرنیٹ پر مدار پاک کے تفصیلی حالات کی معلومات کیلئے درجہ ذیل سائٹوں کو ملاحظہ فرمائیں

www.Qutbulmadar.org

Blogger www.badiuddinzindashahmadar.blogspot.in

YouTube www.youtube.com/zafarmujeeb9

Gmail E-mail:-zafarmujeeb9@gmail.com

https://www.facebook.com/zindashahmadarofficialsitemakanpur/

+91 9838360930

جانشینان حضرت سیّد بدیع الدّین قطب المدار

سلسلۃ الذہب

حضرت خواجہ سیّد ابو محمد ارغون (جانشین اول)

حضرت خواجہ سیّد محمد ابوالفائض (جانشین دوئم)

حضرت خواجہ سیّد فضل اللہ (جانشین سوئم)

حضرت خواجہ سیّد بابا لاڈ درباری (جانشین چہارم)

حضرت خواجہ سیّد عبدالرحیم (جانشین پنجم)

حضرت خواجہ سیّد محبّ اللہ (جانشین ششم)

حضرت خواجہ سیّد عبدالغفور (جانشین ہفتم)

حضرت خواجہ سیّد عبدالحکیم (جانشین ہشتم)

حضرت خواجہ سیّد مراد علی (جانشین نہم)

حضرت خواجہ سیّد غلام علی (جانشین دہم)

حضرت خواجہ سیّد کامل درباری (جانشین یازدہم)

حضرت خواجہ سیّد حافظ محمد مراد میاں (جانشین دوازدہم)

حضرت خواجہ سیّد عبدالباقی (جانشین سیزدہم)

حضرت خواجہ سیّد سردار علی (جانشین چاردہم)

حضرت خواجہ سیّد ظفر حبیب (جانشین پانزدہم)

(موجودہ) جانشین حضرت خواجہ سیّد صدرالمشائخ محمد مجیب الباقی جعفری مداری

صدر سجادہ نشین وتخت نشین خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف (جانشین شش دہم)